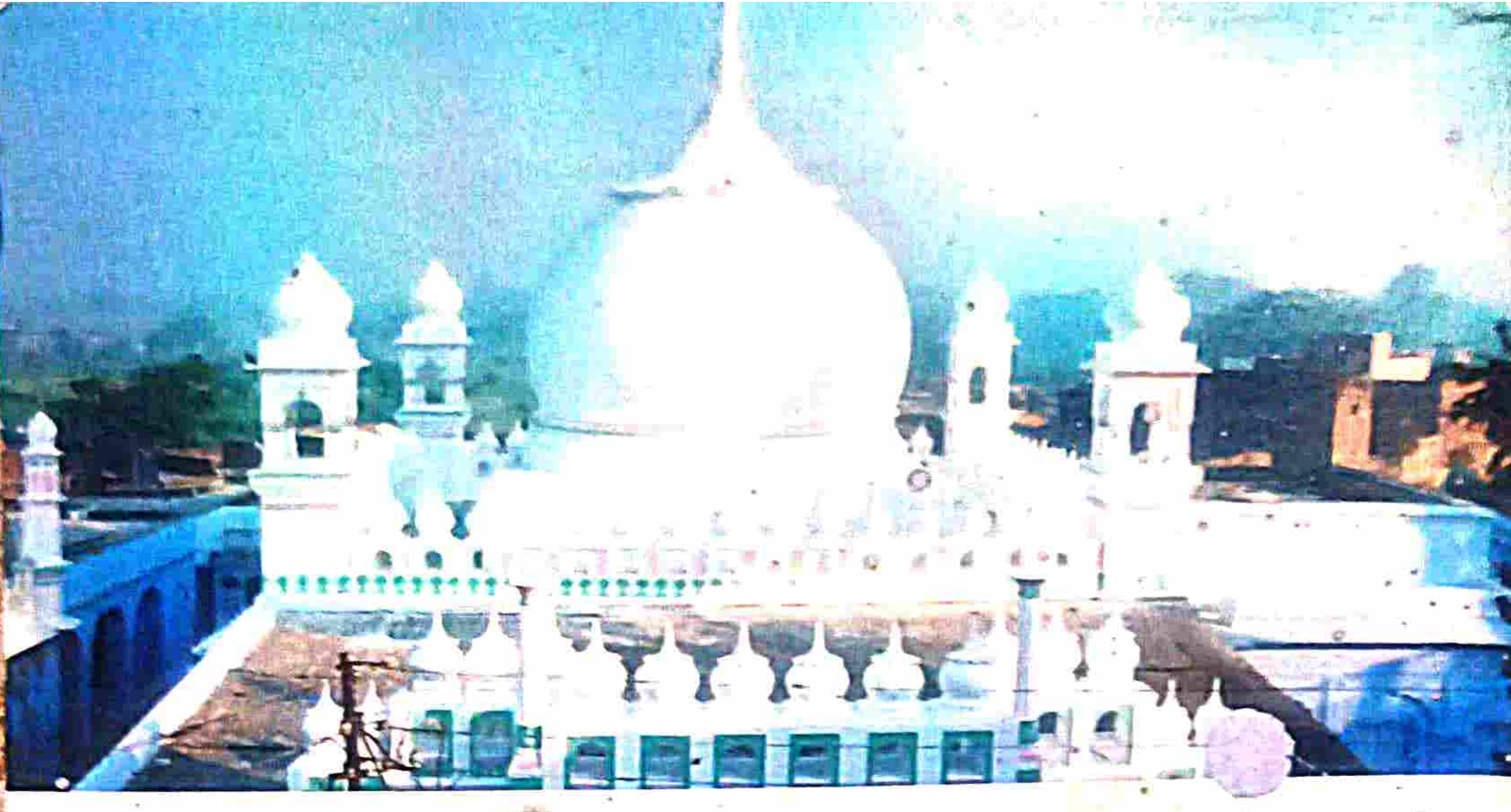


صاحبِ عرسِ قاسمی

مجددِ برکاتیت حضرت سید شاہ ابوالقاسم محمد اسماعیل حسن قادری برکاتی

شاہ جی میاں قدس سرہٗ

حسب فرمائش

صاحبزادہ سید محمد امان قادری برکاتی

خلف اکبر وولی عہد صاحب سجادہ حضرت امین ملت دام ظلہٗ

تصنیف : علامہ ساحل شہسرامی (علیگ)

دارالاشاعت برکاتی

خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ، ضلع ایٹہ، یو. پی

قطعہ

مِثلِ مکّہ شُدہ مارہرہ مقامِ برکات
شُہرتے یافت چوں طیبہ زقیامِ برکات
درگہش گشت مطافِ عُرفاء و کُملاء
قُدسیاں خم پئے تعظیم و سلامِ برکات

از

حضرت سید شاہ ابوالقاسم محمد اسماعیل حسن قادری برکاتی المتخلص وقار مارہروی

صاحبِ عُرسِ قاسمی

مجددِ برکاتیت سید شاہ ابوالقاسم محمد اسماعیل حسن قادری برکاتی
شاہ جی میاں قدس سرہٗ

تصنیف

علامہ ساحل شہسرامی (علیگ)

دارالاشاعت برکاتی
خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ، ضلع ایٹہ، یو. پی

حسبِ فرمائش

صاحبزادہ سید محمد امان قادری برکاتی

خلف اکبر وولی عہد صاحب سجادہ حضرت امینِ ملت دام ظلہ

نام کتاب	:	صاحب عُرسِ قاسمی
مصنف	:	علامہ ساحل شہسرامی (علیگ)
سن اشاعت	:	۲۰۰۵ء
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	مشکوٰۃ کمپیوٹر، رفیق کمپلیکس، نزد سلیمان ہال، علی گڑھ
ناشر	:	دارالاشاعت برکاتی، خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ، ضلع ایٹہ، یو. پی

ملنے کے پتے

۱- دارالاشاعت برکاتی، خانقاہ برکاتیہ، بڑی سرکار، مارہرہ مطہرہ (ایٹہ)

۲- جامعہ البرکات، انوپ شہر روڈ، علی گڑھ

شرف انتساب

احسن العلما، افضل الاصفیا حضرت سید شاہ مصطفیٰ
حیدر حسن قادری برکاتی قدس سرہٗ

کی بارگاہ قدس میں
نذرِ گدایانہ

ان کی. یادوں کی لطافت دل آشفتہ دیکھ
پھول کھل آئے ہیں کتنے ترے ویرانوں میں

خاکپائے حسن
ساحل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صاحب عرس قاسمی مجدد برکاتیت الحاج مولانا حافظ مفتی سید شاہ ابوالقاسم محمد اسمٰعیل حسن شاہ جی میاں قدس سرہٗ خاندان برکات کے نامور فرزند، سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے بافیض شیخ طریقت اور دین متین کے بے لوث خادم تھے۔ حضرت کی پوری زندگی مشائخ برکاتیہ کی روایات کے تحفظ اور دین متین کی خدمت میں گذری۔ حضرت قاسم البرکات کے مبارک حالات پیش کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کا خاندانی پس منظر بیان کردیا جائے تاکہ عام قارئین اس بات سے واقف ہو جائیں کہ خاندان نبوت کی یہ شاخ مارہرہ مطہرہ کس طرح پہنچی؟

خاندانی پس منظر:

لائی ہے اس آفتاب دین کی تحویل میں
ساغر مارہرہ میں صہبائے جام بلگرام

(امام احمد رضا)

مارہرہ مطہرہ کے سادات کرام سیدنا زید شہید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے رشتۂ نسب رکھتے ہیں۔ حضرت زید شہید، سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بڑے چہیتے، فقیہ، شجاع اور صاحب تدبیر و بصیرت شاہزادے ہیں۔ حضرت زید کے شاہزادے سیدنا عیسیٰ موتم الاشبال قدس سرہما نے اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد گمنامی کی حالت میں بہت پوشیدہ رہ کر زندگی مبارک گذاری اور بہت کوشش اور بے پناہ جستجو کے باوجود ظالموں کے ہاتھ نہ آئے اور کوفہ میں وصال محبوب سے شادکام ہوئے۔ ظالموں کے ظلم سے تنگ آکر حضرت موتم الاشبال کی چوتھی نسل میں سیدنا علی عراقی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کوفہ اور بصرہ کے وسط میں لب دجلہ شہر واسط میں قیام پذیر ہوئے جسے حجاج بن یوسف ثقفی نے ۶۰ھ میں آباد کیا تھا۔ یہاں کا قلم بہت شہرت رکھتا تھا، اس لیے اسے "

واسط القصب'' بھی کہتے ہیں۔ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی اسی رمز کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دانی کہ خوش نویسی ماازبرائے چیست
مائیم واسطی و قلم نیز واسطی ست

امیر بلد کے اصرر بے جا پر حضرت سید علی عراقی کی چھٹی پشت میں سیدنا سید ابوالفرح واسطی، سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں واسط سے ہجرت کر کے غزنی تشریف لائے۔ ساتھ میں آپ کے چاروں شاہزادے سید ابوفراس، سید ابوالفضائل، سید داؤد اور سید معزالدین بھی تھے۔ جب واسطی امیر کو اپنے کیئے پر ندامت ہوئی تو اس نے حضرت سید ابوالفرح کی خدمت اقدس میں عریضہ لکھ کر دوبارہ واسط تشریف آوری کی درخواست کی۔ حضرت واسطی کچھ دنوں بعد اپنے صاجزادے سید معزالدین کے ساتھ واسط واپس تشریف لے گئے لیکن آپ کے تین شاہزادوں نے ہندوستان کا رخ کیا۔ سید ابوفراس نے جاجنیر، سید ابوالفضائل نے چھاترود، اور سید داؤد نے تھن پور کو اقامت کے واسطے منتخب فرمایا۔

سید ابوفراس واسطی قدس سرہٗ کے پوتے حضرت سید حسین قدس سرہٗ وہ پہلے فرد فرید ہیں جنھوں نے بلگرام شریف کو اپنی درویشانہ سیاحت کے دوران قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا لیکن باضابطہ طور پر آپ کے پوتے سید محمد معروف بہ دعوۃ الصغریٰ قدس سرہٗ نے سلطان شمس الدین التمش کے زمانے میں فاتحانہ شان سے بلگرام میں قدم رکھا اور کفر وستم کی ظلمتوں میں ڈوبے ہوئے اس خطۂ ارضی کو اسلام کی دلکش ضیاؤں سے بقعۂ نور بناڈالا۔ ۶۱۴ھ میں ''سری نگر'' کی جلیل الشان مبارک فتح کی مسرت میں یہ علاقے دربار سلطانی سے بطور جگیر نذر کیئے گئے۔ آپ نے سری نگر کا نام ''بلگرام'' تجویز فرمایا جو ہمیشہ شوکت اسلامی اور باطل پر حق کی فتح مبین کی یاددلاتا رہے گا۔

بلگرام کی سرزمین زیدی شاہزادے سیدنا سید محمد دعوۃ الصغریٰ کے قدموں سے کیا سرفراز ہوئی کہ سرچشمہ فیض وکرم بن کی رہ گئی۔ اس ارض پاک سے علم وفن اور زہد واتقا کے وہ آفتاب طلوع ہوئے جنہوں نے اپنی ضیاؤں سے عالم میں اُجالا کر ڈالا۔ سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی صاحب سبع سنابل شریف، سید العارفین سید شاہ محمد طیب چشتی،

حضرت علامہ سید عبدالجلیل نامی بلگرامی، حسان الہند عالمی شہرت یافتہ مورخ، شاعر، ادیب علامہ میر غلام علی آزاد بگرامی صاحب سروآزاد، حضرت علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی بلگرامی صاحب تاج العروس وہ ناموران اسلام ہیں جن کے علمی اور روحانی فیوض طبقاتی اور جغرافیائی سرحدوں سے آزاد ہوکر سارے عالم میں پھیل گئے۔ یہ خطۂ پاک ہر دور میں سلاطین، امرا، علما، ادبا اور عوام وخواص کا مرکز عقیدت رہا ہے۔

بلگرامی بزرگوں میں سب سے پہلے سیدنا میر عبدالواحد شاہدی بلگرامی قدس سرہٗ کا مارہرہ مطہرہ سے گذر ہوا جب آپ اپنے پیرومرشد مخدومی شاہ صفی قدس سرہٗ کی زیارت کے لیے سکندرآباد تشریف لے جارہے تھے۔ بخاری سادات مارہرہ کے یہاں حضرت کا چند دن قیام رہا، چند افراد داخل سلسلہ بھی ہوئے۔ لیکن مستقل طور سے مارہرہ کے افق پر بلگرامی ابر کرم حضرت میر صاحب کے شاہزادے سیدنا میر عبدالجلیل چشتی بلگرامی قدس سرہٗ کی صورت میں سایہ فگن ہوا پھر ع

جھوم کے اٹھی گھٹا، ٹوٹ کے برسا پانی

مارہرہ مطہرہ:

مارہرہ مطہرہ کی خاک، رہروان عشق کے لیے ہمیشہ پرکشش رہی۔ اس کا محل وقوع ہی ایسا ہے کہ دلکشی آپ ہی اس پر فدا ہوا چاہتی ہے۔ گنگا اور جمنا کے درمیان اس دوآبہ میں قدرت نے ایسی زرخیزی رکھی ہے کہ ہرسمت ہریالی نظر آتی ہے۔ خوبصورت پھولوں کی کیاریاں، پھلوں سے لدے پھندے درختوں کی قطاریں، باغات کا ہجوم، ذرا سے فاصلے سے ندی اور نہر کے دو متوازی سلسلے بڑے فرحت بخش اور سرور افزا ہیں۔ یہاں کے پھل خصوصاً آم اور بیر دور دور تک شہرت رکھتے ہیں۔ اترنجی کھیڑہ جہاں سیدنا میر عبدالجلیل چشتی قدس سرہٗ کو ولایت مارہرہ کی بشارت ہوئی تھی، مارہرہ مطہرہ کے مضافات میں بڑا پرسکون علاقہ ہے اور یاد الٰہی کے واسطے بہت موزوں۔ وہاں کا قلعہ جسے شہاب الدین غوری نے بارودی سرنگ سے زیروزبر کرڈالا تھا۔ اب بھی ویرانوں کی ساری دلچسپیاں رکھتا ہے۔

مارہرہ کی بستی سروپ گنج کی تشکیل نو ہے جو پہلے ذرا سے فاصلے پر آباد تھی۔

علاء الدین خلجی نے یہاں کے رہزنوں کی شرارت سے غضب ناک ہوکر اسے بالکل تہس نہس کرڈالا۔ اب اس خطہ کے دامن میں چند ویرانوں اور بنجر زمینوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ ۶۹۹ھ میں خلجی کے ضلع دار راجہ منی رام نے سروپ گنج سے ذراہٹ کر ایک ویرانے میں نئی آبادی کی بنیاد ڈالی۔ چونکہ اس سرزمین کو تباہی کے بعد نئی زندگی ملی تھی اس لیے اسے مَارْ + ہَرَ ہ کہنے لگے۔

اس سرزمین میں پہاڑوں کی عظمت، سبزہ زاروں کی دلکشی، ویرانوں کا سکون اور باغات کی دل آویزی تھی، اس لیے جہاں یہ ارباب دل کا مرکز توجہ رہی وہیں اس کے منفی اثرات بھی نمایاں رہے۔ ویرانی اور سکون کا فائدہ اٹھا کر سروپ گنج کے تباہ حال باشی دوسروں پہ دست اندازی کرنے لگے جو رفتہ رفتہ ان کی فطرت ثانیہ بن گئی۔ جب حضور صاحب البرکات رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سرزمین کو اپنی برکتوں سے سرفراز فرمایا، اس وقت بھی یہ اثرات یہاں کے باشندوں میں نمایاں تھے۔ حضرت خود ایک دوہے میں فرماتے ہیں:

ہم باسی ''سری نگر'' کے آئے بسے سب چھور
مارہرے سے نگرموں جہاں ساہ نہیں چور
ہم پورب کے پور بیا، جات نہ بوجھے کوئے
جات پات سو بوجھئے جودھر پورب کا ہوئے

حضرت میر عبدالجلیل چشتی بلگرامی مارہروی (م۱۰۵۷ھ)، حضرت میر عبد الواحد بلگرامی صاحب سبع سنابل کے بڑے شاہزادے ہیں۔ پہلی حرم سے آپ کے چار صاجزادے سید ابوالفتح، سید اویس، سید محمد، سید ابوالخیر اور دو صاجزادیاں تھیں۔ حضرت میر سید اویس بلگرامی (م۱۰۹۷ھ) حضرت صاحب البرکات کے والد ماجد ہیں۔ سلطان العاشقین حضرت صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ عشقی (م۱۱۴۲ھ) تین بھائی تھے۔ حضرت صاحب البرکات، سید عظمت اللہ، سید رحمت اللہ۔ حضرت صاحب البرکات کے دو صاجزادے سید شاہ آل محمد (م۱۱۶۴ھ)، سید شاہ نجات اللہ (م۱۱۹۰ھ) اور تین صاجزادیاں تھیں۔ حضرت سید شاہ آل محمد کی شاخ سرکار کلاں کے نام سے موسوم ہے اور سید شاہ نجات اللہ سے جو خاندان چلا اسے سرکار خورد کہتے ہیں۔

صاحبِ عرس قاسمی سرکار کلاں سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت سید شاہ آل محمد کے دو صاحبزادے سید شاہ محمد حمزہ عینی (م ۱۱۹۸ھ)، سید شاہ محمد حقانی (م ۱۲۱۰ھ) اور ایک صاحبزادی تھیں۔ حضرت شاہ حمزہ کے تین شاہزادے ابوالفضل سید شاہ آل احمد اچھے میاں (م ۱۲۳۵ھ)، سید شاہ آل برکات ستھرے میاں (م ۱۲۵۱ھ)، سید شاہ آل حسین سچے میاں (م ۱۲۳۵ھ) اور ایک شاہزادی تھیں۔ حضور اچھے میاں کے ایک صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔ صاحبزادے بچپن میں ہی انتقال فرما گئے۔ حضرت سچے میاں کواتھ ضلع آرہ (بہار) تشریف لے گئے۔ حضرت آل برکات ستھرے میاں صاحب کی دوشادیاں ہوئیں۔ پہلی حرم سے تین صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔

بڑے صاحبزادے خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول احمدی (م ۱۲۹۶ھ)، ہیں جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی (م ۱۳۴۰ھ) کے پیرو مرشد ہیں۔ حضرت خاتم الاکابر کے دو صاحبزادے سید ظہور حسن بڑے میاں (م ۱۲۶۶ھ)، سید ظہور حسین چھوٹے میاں (م ۱۳۱۳ھ) اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ سید ظہور حسن کے صاحبزادے ہیں سرکار نور سید شاہ ابوالحسین احمد نوری (م ۱۳۲۴ھ) مرشد برحق حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری (م ۱۴۰۲ھ)۔ سرکار نور کی دوشادیاں ہوئیں لیکن اولاد حیات نہ رہیں۔ سید شاہ ظہور حسین چھوٹے میاں کے یکے بعد دیگرے اپنی عم زاد بہنوں سے دو عقد ہوئے۔ پہلی حرم سے ایک صاحبزادے سید شاہ ابوالحسن علی خرقانی میر صاحب (م ۱۳۱۱ھ) اور ایک صاحبزادی تولد ہوئیں۔ دوسری حرم سے ایک صاحبزادے سید مہدی حسن میاں (م ۱۹۴۲ء) پیدا ہوئے جن کی اولاد حیات نہ رہیں۔

حضرت ستھرے میاں صاحب کے دوسرے صاحبزادے سید العابدین سید شاہ اولاد رسول احمدی (م ۱۲۶۸ھ) ہیں۔ آپ ہی کی نسل میں صاحب عرس حضرت شاہ جی میاں آتے ہیں۔ حضرت، شاہ اولاد رسول قدس سرہٗ کثیر العیال تھے۔ چار صاحبزادے سید محمد صادق (م ۱۳۲۶ھ)، سید محمد جعفر، سید محمد باقر (م ۱۳۱۶ھ)، سید محمد عسکری (م ۱۳۲۵ھ) اور چار صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ سید محمد صادق، حضرت ابو

القاسم شاہ جی میاں کے والد ماجد ہیں جن کا تذکرہ ابھی آتا ہے۔ سید محمد جعفر کی دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ سید محمد باقر کے صاحبزادے ہیں سید شاہ حامد حسن جو سجادہ نشین بھی ہوئے۔ سید حامد حسن کے ایک صاحبزادے سید مسعود حسن کی تیسری رامپوری بیوی کے بطن سے ہیں سید یحییٰ حسن میاں صاحب۔ سید محمد عسکری کے ایک صاحبزادے سید آل نبی چھما میاں اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔

حضرت آل برکات ستھرے میاں کے تیسرے صاحبزادے شمس العرفا سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم (م ۱۲۸۶ھ) کے تین صاحبزادے: سید نور الحسین (جو بچپن میں انتقال فرما گئے)، سید نور الحسن، سید نور المصطفیٰ اور ایک صاحب زادی تھیں جو صاحب عرس ابوالقاسم شاہ جی میاں کی والدہ ماجدہ ہیں۔ قدست اسرارہم۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے تاریخ خاندان برکات)

صاحب عرس قاسمی:

خاندانِ برکات کی بکھرتی روایات کو سنبھالا دینے والے مجدد برکاتیت حضرت ابو القاسم کی ولادت مبارکہ ۳ر محرم الحرام ۱۲۷۲ھ کو مارہرہ مطہرہ میں ہوئی۔ بڑے دادا حضرت خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی نے کنیت ابوالقاسم اور لقب شاہ جی تجویز فرمایا۔ آپ کے نانا سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم نے سید اسمٰعیل حسن نام رکھا۔ اہل سلسلہ کے درمیان بعد میں حاجی میاں کی عرفیت سے مشہور ہوئے۔

حضرت قاسم البرکات شاہ جی میاں قدس سرہٗ کا سلسلۂ نسب یہ ہے:

۱- سید ابوالقاسم محمد اسمٰعیل حسن شاہ جی میاں ولد۔ ۲- سید شاہ محمد صادق ولد۔ ۳- سید شاہ اولاد رسول احمدی ولد۔ ۴- سید شاہ آل برکات ستھرے میاں ولد۔ ۵- سید شاہ حمزہ ولد۔ ۶- سید شاہ آل محمد ولد۔ ۷- حضور صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ ولد۔ ۸- سید شاہ اویس ولد۔ ۹- سید شاہ عبدالجلیل ولد۔ ۱۰- سید شاہ میر عبدالواحد بلگرامی ولد۔ ۱۱- سید شاہ ابراہیم ولد۔ ۱۲- سید شاہ قطب الدین ولد۔ ۱۳- سید شاہ ماہرو ولد۔ ۱۴- سید شاہ بڈھ ولد۔ ۱۵- سید کمال ولد۔ ۱۶- سید قاسم ولد۔ ۱۷- سید حسین ولد۔ ۱۸- سید نصیر ولد۔ ۱۹- سید حسن ولد۔ ۲۰- سید عمر ولد۔ ۲۱- سید محمد معروف بہ دعوۃ

الصغریٰ جد اعلیٰ سادات بلگرام ولد۔۲۲-سید علی ولد۔۲۳-سید حسین ولد۔۲۴-سید ابو الفرح ثانی ولد۔ ۲۵-سید ابوفراس ولد۔۲۶-سید ابوالفرح واسطی ولد۔۲۷-سید داؤد ولد۔ ۲۸-سید حسین ولد۔۲۹-سید یحییٰ ولد۔۳۰-سید زید ثالث ولد۔۳۱-سید عمر ولد۔۳۲-سید زید ثانی ولد۔۳۳-سید علی عراقی ولد۔۳۴-سید حسین ولد۔۳۵-سید علی ولد۔۳۶-سید محمد ولد۔۳۷-سید عیسیٰ معروف بہ موتم الاشبال ولد۔۳۸-سیدنا سید زید شہید ولد۔۳۹-سیدنا امام زین العابدین ولد۔۴۰-سید الشہدا امام حسین ولد۔ ۴۱-امیر المؤمنین علی مرتضیٰ زوج۔۴۲-سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء بنت۔۴۳-سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حضرت شاہ قاسم کے والد ماجد:

صاحب عرس قاسمی کے والد ماجد خاتم الاسلاف حضرت سید شاہ محمد صادق قدس سرہٗ کی ولادت مبارکہ ۷؍رمضان المبارک ۱۲۴۸ھ کو مارہرہ مطہرہ میں ہوئی۔تعلیم وتربیت اور بیعت وخلافت کا شرف اپنے والد ماجد سید العابدین سید شاہ اولاد رسول احمدی سے حاصل کیا۔ بڑے ابّا خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی اورعم محترم شمس العرفا سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم نے بھی آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا۔

حضرت شاہ صادق اپنے برگزیدہ اسلاف کی خوبیوں کا آئینہ تھے۔علم وعمل کے جامع اورخلقِ خدا کے حاجت روا۔علوم شریعت وطریقت کے ساتھ ساتھ علم جفر،تکسیر اور طب میں آپ کو خصوصی مہارت حاصل تھی۔فن طب والد ماجد سید شاہ اولاد رسول احمدی، اپنے تایا خاتم الاکابر سید آل رسول احمدی اور حضرت مولانا فضل رسول عثمانی بدایونی قدست اسرارہم سے حاصل کیا۔اللہ تعالیٰ نے دستِ شفا بخشا تھا،اس لئے کثیر مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچا۔سر سید کے بیٹے سر محمود اخیر دور میں آپ کے زیر علاج رہے۔طبی نسخہ جات کی دو بیاضیں آپ کی علمی یادگار ہیں۔

حضرت شاہ صادق کو علم وعمل کی ترویج سے خصوصی شغف تھا۔خود بھی انسانیت کی ان پاکیزہ شاخوں سے وابستہ رہے اور دوسروں کو بھی وابستہ رکھا۔حضرت تاج العلما ’’تاریخ خاندان برکات‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:

''ابتدائے ہوش سے آخر عمر تک پابندی اوقات و معمولات خاندانی کبھی ناغہ نہ ہونے دی۔ اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد اور دیگر اعزہ کو تعلیم علوم دینی دی اور داوائی اور حافظ قرآن مجید کرایا۔ بہت سے مراسم و امور خلاف شرع جو اہل خاندان میں رواج پاگئے تھے اُن کی بیخ کنی اور احیاء سنن وترویج احکام شریعت میں آپ کے مال وزر، دست وزبان، ہمت وحوصلہ نے کارہائے نمایاں کیئے۔ مطبع صبح صادق سیتاپور میں جاری فرمایا جس نے اشاعت کتب دینیہ وفائدہ رسانی اہل سنت میں بہت کچھ خدمات انجام دیں''۔ (تاریخ خاندان برکات ص ۵۵)

افادی ذوق نے بفضلہٖ تعالیٰ آپ کے دل میں خدمتِ خلق اور رفاہی کاموں کی للک ڈال دی تھی۔ صدقات جاریہ خوب کیئے۔ بہت ساری تعمیرات، کنویں، مسجدیں، خانقاہ، حویلیاں، باغات وغیرہ تعمیر کرائے۔ غرض آپ خاندان برکات کے دوسرے شاہ حقانی تھے۔ حضرت تاج العلمارقم طراز ہیں:

''آپ کے صدقات جاریہ بفضلہٖ تعالیٰ جابجا جاری ہیں متعدد کنوئیں آب نوشی عامۂ مخلوق کے لئے بنائے۔ بہت سے کنوئیں آب پاشی کے بنائے۔ بہت سے باغ لگائے۔ جائداد آبائی میں بہت سی ترقیاں کیں۔ بہت جائداد خودنئی خرید فرمائی۔ بہت سے مکان سیتاپور وغیرہ میں بنائے۔ خانقاہ مارہرہ میں محلسرا اعالی شان وحویلی سجادہ نشینی ازسرنو بنائی۔ مسجد خانقاہ ودرگاہ معلیٰ کی بہت کچھ مرمت وتعمیر فرمائی۔ سیتاپور میں مکانوں اورکوٹھی کے علاوہ جب حضرت والد ماجد قرآن شریف حفظ کر چکے، اُس کے بعد حسب عرض والد ماجد سیتاپور میں ایسی عمدہ وخوشنما مسجد شاہراہ عام پر تعمیر فرمائی، جواس وقت سیتا پور کیا بلکہ گرد ونواح میں دور دور اپنی نظیر آپ ہی ہے، جس کی تکمیل ۱۲۹۶ھ میں ہوئی۔ حضرت تاج الفحول بدایونی قدس سرہٗ نے آیۂ کریمہ ''یاایھا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا'' میں تاریخ تعمیر فرمائی۔ یہ مسجد بحمداللہ تعالیٰ اس وقت تک خوب آباد رہتی ہے۔ برابر روزانہ کثیر مسلمان نماز ادا کرتے رہتے ہیں۔ مولیٰ تعالےٰ ہمیشہ آباد رکھے۔ آمین''۔ (تاریخ خاندان برکات ص ۵۵)

اللہ رب العزت نے آپ کو فراغ عطا کیا تھا۔ زمینداری تھی، مطب بھی کرتے تھے اور آنریری مجسٹریٹ کے عہدے پر فائز تھے لیکن ثروت کی فراوانی اور

دنیاوی رسوخ کے باوجود آپ نے پوری زندگی درویشانہ گذاری اور اپنے سارے وسائل خلق خدا کی نذر کر دیئے۔ فضل وکمال اور جاہ وجلال کے باوجود مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ کسی کو اذیت دینا تو کجا، کسی موذی دشمن اور بدخواہ مخالف کی پریشان کن حرکتوں پر بھی آپ برہم نہ ہوتے، انتقام لینا تو دور کی بات ہے۔ ہر ایک کی خیر خواہی، دلداری اور غمگساری آپ کا شیوہ تھی۔ صلہ رحمی، لطف وکرم، مروت اور مصالحت ہی آپ کا وطیرہ تھا۔ امیر غریب سب کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھتے بلکہ غریبوں سے انس زیادہ تھا۔ ہر شخص یہی سمجھتا کہ میاں ہم پر سب سے زیادہ مہربان ہیں۔ اخلاق نبوت کے اسی انعکاس کا اثر تھا کہ ہر شخص آپ سے خوش رہتا۔ حضرت تاج العلما کا بیان ہے:

”میں نے ثقات (بھروسے مند لوگوں) سے سنا ہے کہ آپ نے سیتاپور میں تقریباً پینتالیس برس قیام فرمایا مگر ایک شخص بھی یہاں ایسا نہیں ہے کہ جو آپ کا شاکی ہو بلکہ ہر شخص آپ کو اپنا مربی سمجھتا تھا“ (ایضاً ص ۵۶)

حضرت صادق کا عقد مسنون اپنی عم زاد سیدہ سکینہ بنت سید غلام محی الدین امیر عالم سے ہوا جن سے دو صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ بڑے صاحبزادے وہی بزرگ ہیں جن کے عرس مبارک میں آپ حضرات تشریف لائے ہیں یعنی حاجی نانا سید شاہ ابوالقاسم محمد اسمٰعیل حسن شاہ جی میاں (م ۱۳۴۷ھ) اور دوسرے صاحبزادے ہیں سید شاہ ابو الکاظم محمد ادریس حسن ستھرے میاں (م ۱۳۲۵ھ) قدست اسرارہم۔

حضرت شاہ قاسم کا تعارف تو اس تحریر کا خاص مقصود ہے۔ حضرت ابوالکاظم سید محمد ادریس حسن کی ولادت ۱۲۸۳ھ میں لکھنؤ میں ہوئی۔ بیعت وخلافت اپنے ماموں سید نور الحسن علیہ الرحمۃ سے حاصل تھی اور والد ماجد حضرت سید شاہ محمد صادق نے بھی اپنی خلافت سے نوازا تھا۔ زندگی والد ماجد کے ہمراہ سیتاپور میں گذری اور وہیں ۱۲ر یا ۱۳ر ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ کو وصال فرمایا۔ والدہ اور نانی صاحبہ کے مزارات مبارکہ کے درمیان قبرستان عیدگاہ سیتاپور میں آپ کی تدفین ہوئی۔

حضرت سید شاہ محمد صادق قدس سرہٗ کو دینی اور ملّی ضرورتوں کا فراواں احساس بارگاہ رب العزت سے عطا ہوا تھا۔ خانقاہ کی دیرینہ روایات اور خاندانی ساکھ کو قائم رکھنے کے سلسلے میں آپ نے اپنی پوری توانائی صرف کر دی۔ قلم اور پریس کی قوت کا

اندازہ آپ کو خوب تھا، اس لئے اس سمت خصوصی توجہ فرمائی اور اپنے مادی وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے مطبع صبح صادق سیتاپور میں قائم فرمایا۔ اہل سنت کے اس پریس نے خاندانی بزرگوں اور علمائے اہل سنت کی کثیر کتابیں شائع کیں اور وقت کے ہر فتنے کو لگام دینے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ یہ پریس بعد میں حضرت صادق کے پوتے اور صاحب عرس کے چھوٹے صاحبزادے تاج العلما سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قدس سرہٗ نے مارہرہ مطہرہ منتقل کرلیا اور اسی کے زیرِ اہتمام خاندانی بزرگوں کی اور اپنی تصانیف شائع کیں اور رسالہ ''اہل سنت کی آواز'' کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ تاج العلما اپنے ایک گرامی مکتوب بنام ملک العلما شاہ ظفر الدین قادری رضوی علیہ الرحمۃ میں تحریر فرماتے ہیں:

''رسالہ برابر جاری رکھنے کا بعونہٖ تعالیٰ انتظام کر رہا ہوں اور اوس کی مزید اصلاح و درستی کا بھی۔ اپنا قدیم مطبع صبح صادق سیتاپور سے یہاں منگایا ہے تاکہ اپنے مطبع سے کام لوں ان شاء المولیٰ تعالیٰ۔ سب کچھ مولیٰ عزوجل کی مشیت و کرم اور اوس کے حبیب اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کی رحمت و عنایت پر منحصر ہے۔ خود پاشکستہ ہوں اور سرمایہ کی ضرورت۔ اور چندہ مانگنا آتا نہیں اور مانگوں بھی تو جو چیز رسالہ پیش کرتا ہے، اوس کے قدرداں گئے ہیں؟۔ برخوردار حسن میاں سلمہٗ چندروز سے لکھنؤ، سیتاپور مطبع لانے اور دوسری ضروریات کے سلسلے میں گئے ہوئے ہیں۔ وہ چندروز میں ان شاء الکریم آتے ہیں تو ''اصح التواریخ'' وسفوف حیات ان شاء الکریم ایک ساتھ بھجوادوں گا''۔ (ملک العلما-تالیف: ساحل شہسرامی، علیگ ص ۸۰)

حضرت سید شاہ محمد صادق علیہ الرحمۃ نے پورے انہماک کے ساتھ دین وسنیت، علم وحکمت اور شانِ برکاتیت کی خدمت انجام دینے کے بعد اٹھتر (۷۸) سال کی عمر میں جمعرات کی شب ۲۴ رشوال المکرّم ۱۳۲۶ھ کو سیتاپور میں اس جہان فانی کو الوداع کہا اور وہیں اپنے باغ میں مدفون ہوئے۔ صاحبِ عرس حضرت ابوالقاسم نے ''باوصل خدا شاہ محمد صادق'' (۱۳۲۶ھ) سے حضرت کا سنِ وصال برآمد کیا ہے۔ روضۂ مبارکہ کی تعمیر کے سلسلے میں تاج العلما رقم طراز ہیں:

''حضرت کے مزار پر میرے والد ماجد (شاہ قاسم) نے باغ چاہ میں پختہ بنایا ہے اور ارادۂ تعمیر روضہ وحصار باغ ہے۔ اللہ تعالیٰ راست لائے۔''

(تاریخ خاندان برکات ص ۵۶)

صاحب عرس شاہ قاسم کی یہ پاکیزہ خواہش ان کے روحانی جانشین صاحب سجادہ حضرت امین ملت مدظلہ کے ہاتھوں پوری ہوگئی۔ حضرت امین ملت نے سیتا پور میں ۱۹۹۷ء میں حضرت شاہ صادق علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک پر عالی شان روضہ تعمیر کرادیا ہے۔

تعلیم وتربیت:

صاحب عرس حضرت شاہ قاسم کی رسم بسملہ خوانی حضرت خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی نے ادا فرمائی۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد کے زیر سایہ ہوئی۔ اس کے بعد متعدد جید اساتذۂ کرام کے زیر تعلیم رہے۔

حضرت تاج العلما کے بیان کے مطابق: ”آپ نے مولوی عبدالشکور صاحب مہامی ابن شاہ عبدالغنی صاحب بن شاہ رمضان صاحب ومولوی محمد علی صاحب لکھنوی وشیعی مولوی محمد حسن صاحب سنبھلی ومولانا حضرت شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ومولوی فضل اللہ صاحب فرنگی محلی سے علوم درسیہ مروجہ پڑھے اور حافظ ولی داد خاں صاحب مارہروی وحافظ قادر علی صاحب لکھنوی وحافظ عبدالکریم صاحب ملکپوری سے قرآن شریف حفظ کیا“۔ (ایضاً ص ۵۷)

طریقت کی تعلیم حضرت خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی، سرکار نور سراج السالکین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری، والد ماجد اور مولانا عبدالقادر بدایونی قدست اسرارہم سے حاصل فرمائی۔

قرآن حکیم ۳۰ رسال کی عمر میں اپنے ذوق وشوق سے حفظ کیا جس کی خوشی میں آپ کے والد ماجد نے سیتا پور میں مسجد تعمیر فرمائی۔ حضرت تاج العلما بیان فرماتے ہیں:

”بحمد اللہ تعالیٰ ۱۳۰۰ھ تیرہ سو ہجری میں حج وزیارت حرمین مطہرین سے مشرف ہوئے اور جوانی کی عمر میں خود اپنے دلی شوق سے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا اور سن بارہ سو ترانوے ہجری میں اختتام فرمایا۔ حضرت کے چھوٹے چچا سید شاہ محمد عسکری صاحب نے فقرہ ”حافظ شد“ میں اس کی تاریخ فرمائی اور حضرت کے والد ماجد قدس سرہٗ نے اس کی خوشی میں حضرت کی فرمائش سے سیتا پور میں مسجد تعمیر فرمائی“۔ (ایضاً ص ۶۰)

ان فنون کے علاوہ صاحب عرس علم جفر، رمل، تکسیر میں بھی اپنی نظیر آپ تھے۔ شعروسخن سے بھی دلچسپی تھی۔ شیدا تخلص تھا۔

حضرت شاہ قاسم بچپن سے ہی بزرگوں کے نقشِ قدم پر گامزن تھے۔ بزرگوں خاص کر والد ماجد کی تربیت اور نگاہ کرم نے جوہر ذاتی اور چمکایا پھر آنے والے دنوں میں زمانے نے چشم سر سے ملاحظہ کرلیا کہ یہ شاہزادۂ خاندان نبوت، اپنے اکابر کی شاندار روایات کا پاسبان ثابت ہوا اور جو خاندانی قدریں زمانے کی دبیز تہوں میں گم ہو رہی تھیں، انہیں آئینہ کر کے زمانے کے سامنے پیش کر دیا۔ تفصیلات آگے آتی ہیں۔

عائلی زندگی:

صاحبِ عرس ابوالقاسم سید اسمٰعیل حسن شاہ جی میاں قدس سرہٗ کا عقد مسنون ماموں زاد بہن سیدہ منظور فاطمہ بنت سید نور المصطفٰے ابن سید غلام محی الدین امیر عالم کے ہمراہ ہوا جن سے دو صاحبزادے سید غلام محی الدین فقیر عالم، تاج العلما سید اولا د رسول فخر عالم محمد میاں اور چار صاحبزادیاں تولد ہوئیں: زاہد فاطمہ، اعجاز فاطمہ، حمیرا اور اکرام فاطمہ۔ چھوٹی صاحبزادی اکرام فاطمہ شہر بانو حضرت سید العلما اور حضرت احسن العلما کی والدہ ماجدہ ہیں۔

بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم ثابت حسن کی ولادت ۳ رربیع الآخر ۱۳۰۲ھ کو مارہرہ میں ہوئی۔ بہترین حافظ قرآن تھے اور جید عالم دین۔ اپنے والد ماجد سے بیعت تھے۔ خلافت واجازت والد ماجد اور سرکار نور سید ابو الحسین احمد نوری قدس سرہما سے حاصل تھی۔ عقد ہوا لیکن اولاد نہیں تھی۔ ۱۳۳۰ھ کو عالم شباب میں اس جہان رنگا رنگ کو لکھنو میں الوداع کہا۔ سرکار نور کے پہلو میں دفن ہوئے۔ نوعمری سے ہی تعلیم وتصنیف سے شغف تھا۔ آپ کی تصانیف میں مباحث امامت، عقائد نامہ منظوم، طرد المبتدعین طبع ہو چکی ہیں، باقی قلمی صورت میں ہیں۔ آپ کی تصانیف پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے تقریظات بھی رقم کی ہیں اور وصال پر عربی زبان میں منظوم تعزیت بھی لکھی ہے۔

چھوٹے صاحبزادے تاج العلما سید شاہ اولاد رسول محمد میاں فخر عالم ۱۳ر رمضان المبارک ۱۳۰۹ھ کو سیتاپور کے محلّہ تامسین میں پیدا ہوئے۔ حفظ قرآن برادر

محترم سے کیا۔ والد ماجد حضرت شاہ قاسم اور دیگر جید علمائے کرام سے درس لیا جن میں مولانا عبدالمقتدر بدایونی علیہ الرحمۃ بوجوہ قابلِ ذکر ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے گہرا قلبی ربط رکھتے تھے۔ آپ خود فرماتے ہیں: ''فقیر کو اگر چہ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ سے تلمذ رسمی حاصل نہیں مگر فقیر ان کو اپنے اکثر اساتذہ سے بہتر و برتر استاد جانتا ہے'' (ایضاص ٦٦)۔ اپنی ایک منقبت میں فرماتے ہیں ؎

تیری الفت میرے مرشد نے مجھے
دی ہے گھٹی میں پلا احمد رضا
لاکھ حاسد کچھ بکیں لیکن فقیؔر
تیرا تیرا ہے ترا احمد رضا

آپ نے اکابر خاندان برکات کی دیرینہ روایات کو اپنی تحریروں سے منضبط کر کے اخلاف کے حوالے کیا ہے، اس لئے آپ بجا طور پر ''مورخ خاندان برکات'' کے ممتاز لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ صاحبِ عرس حضرت ابوالقاسم شاہ جی میاں قدس سرہٗ نے خاندانی روایات کی تجدید و احیا کا جو سلسلہ شروع فرمایا تھا، تاج العلما نے علمی اور تربیتی سطح پر تشفی بخش حد تک اس کی تکمیل فرما دی ہے۔ آپ کے فیضان تعلیم و تربیت کو آپ کے روحانی جانشینوں نے خوب فروغ بخشا جس کی برکتیں آج سارا عالم ملاحظہ کر رہا ہے۔ حضرت تاج العلما نے چالیس سے زائد کتابیں تصنیف کیں اور وسائل کی تنگ دامانی، حکومتِ وقت کی نامہربانی اور بعض اپنوں کی نادانی کے باوجود بہت پامردی، استقامت اور اخلاص کے ساتھ دین وسنیت اور شان برکاتیت کو فروغ بخشا ہے۔ اسی لئے خاندان کے افراد سب سے زیادہ آپ کو یاد کرتے ہیں۔

مخدوم گرامی سید محمد اشرف صاحب قبلہ دام ظلہٗ ''یاد حسن'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''(احسن العلما) بزرگوں کا خصوصاً حضور تاج العلما علیہ الرحمۃ کا ذکر کرتے وقت اکثر گلوگیر اور آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ بزرگوں میں سب سے زیادہ حضور تاج العلما علیہ الرحمۃ کو ہی چاہتے تھے۔ مرض وصال میں امینِ ملت نے سوال کیا کہ آپ کو سب سے زیادہ کون یاد آتا ہے تو جواب دیا کہ بَبّا۔ حضور تاج العلماء علیہ الرحمۃ کو افراد خانہ بَبّا

کے نام سے یاد کرتے ہیں۔'' (یادِ حسن ص۱۴۳)

حضرت تاج العلما کی تصانیف میں اصح التواریخ اور تاریخ خاندان برکات خاصی شہرت رکھتی ہیں۔ شعر بھی کہتے تھے، فقیرؔ تخلص تھا۔ مسدس شوکت اسلام اور متعدد نظمیں آپ کی شعری یادگار ہیں۔ آپ کو بیعت و اجازت والد ماجد حضرت ابوالقاسم شاہ جی میاں اور سرکار نور سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہما سے ہے۔

اخلاق واوصاف:

صاحبِ عرس حضرت سید شاہ ابو القاسم اسمٰعیل حسن شاہ جی میاں علیہ الرحمۃ سادہ طبیعت، با حوصلہ، پرخلوص اور ہمدرد بزرگ تھے۔ فکری ژولیدگی آپ کو چھو کر بھی نہیں گذری تھی۔ دین وسنیت پر استقامت، اکابر کی روایات کا احترام اور تحفظ، اعتدال فکر، ثبات عمل آپ کی بنیادی خوبیاں تھیں۔ تاج العلما کے بقول:

''حضرت مرشدی ومولائی والد ماجد دامت برکاتہم العالیہ کی سیرت کریمہ جو اس زمانہ پرشور وشر میں بھی جبکہ طبائع نماز فرائض پنجگانہ کی عبادت سے بھی کسل اور کاہلی کی طرف مائل ہیں، اگلے بزرگان دین کی نفس کشانہ اور والہانہ طاعت وعبادت کی یاد دلاتی ہے۔ فقیر ان شاء الکریم جل مجدہٗ تفصیل سے اپنی بڑی کتاب میں درج کرے گا۔ مختصر یہ کہ حضرت صورتاً سیرتاً بزرگان سلف کا نمونہ ہیں اور اُن کے صفات حمیدہ وفضائل پسندیدہ کے حامل و وارث تھے۔

(تاریخ خاندان برکات ص۶۰)

علم پروری، صاف معاملگی، جرأت مندی، کنبہ پروری اور خاندانی روایات کو اخلاف تک پہنچانے میں خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ دنیاوی رعب بالکل قبول نہ کرتے تھے۔ صحت اچھی تھی۔ دراز قد، گندمی رنگ، ستواں باریک ناک، باریک لب، خوبصورت چھوٹے دانت اور شانہ کشادہ تھا۔ شمشیر زنی، گھوڑسواری اور تیراکی میں ماہر تھے۔ ایسے بہترین پیراک تھے کہ بڑے گھر کے شہتیر سیتا پور سے ندیوں میں تیرا کے لائے تھے۔ آثار وتبرکات سے خصوصی دلچسپی تھی۔ ۱۳۰۰ھ میں حج بیت اللہ سے مشرف ہو کر جب واپس تشریف لائے تو مدینہ طیبہ سے عجوا کھجور کا بیج ساتھ لائے اور حویلی کے صحن

میں لگایا۔ کھجور کا یہ مبارک درخت آج بھی موجود ہے، جس کی عمر ۱۲۶ ربرس ہو چکی ہے۔

آپ کی حوصلہ مندانہ غیرت، جبلّی شجاعت اور ہمدردانہ طبیعت کے چند واقعات پیش کرتا ہوں جسے حضرت شرف ملت نے بالمشافہ مجھ سے بیان فرمایا۔

☆ ایک مرتبہ صاحب عرس حضرت ابوالقاسم حاجی نانا کے چچا میر سید محمد جعفر قدس سرہٗ کا پاندان کسی زمیندار نے ازراہ شرارت غائب کر دیا۔ حضرت جعفر سید ھے سادے بزرگ تھے۔ حضرت شاہ قاسم کو جب اس شرارت کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا: اس کم بخت کی شرارت کو لگام دینا ضروری ہے۔ دوسرے دن زمیندار شاہ قاسم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور! راتوں رات کسی نے میرا رتھ بیلوں کے ساتھ غائب کر دیا۔ آپ نے فرمایا: پاندان مل جائے گا تو رتھ بھی واپس آ جائے گا۔ وہ دوڑا دوڑا گھر گیا اور فوراً پاندان لے کر حاضر ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا: گھر جاؤ۔ تمہارا رتھ بھی واپس آ گیا ہوگا۔ واپس آ کر دیکھا تو واقعی رتھ اس کے دروازے پر کھڑا تھا۔

☆ خانقاہ معلیٰ کے باہر گلشن برکات کے دروازے سے ذرا پہلے قدیم مطبخ سے متصل ایک چبوترہ ہے جس پر اب عرس قاسمی میں بک اسٹال وغیرہ لگتے ہیں۔ وہاں سرکار نور سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ کو چند افراد خاندان گھیرے ہوئے پریشان کن باتیں کر رہے تھے۔ حضرت شاہ قاسم روزانہ علی الصباح تلوار گردن میں حمائل کئے باغ کی سیر کو تشریف لے جاتے۔ اس دن جب آپ صباحی سیر سے واپس ہوئے تو دیکھا کہ سرکارِ نور پریشان خاطر کھڑے ہوئے ہیں اور افراد خاندان انہیں گھیرے ہوئے کچھ باتیں کر رہے ہیں۔ حضرت ابوالقاسم نے صورتِ حال سمجھنے کے بعد سرکار نور کو اپنی باہنوں میں لیا اور فرمایا: بھائی صاحب! آیئے میرے ساتھ چلئے۔ دیکھتے ہیں کون آپ کو پریشان کرتا ہے؟۔

☆ حضرت شاہ قاسم کے زمانے میں وباؤں کا زور تھا۔ طاعون، چیچک، کالرہ سے بہت سی جانیں ضائع ہوئیں۔ ایک مرتبہ مارہرہ مطہرہ میں ان میں سے کوئی وبا آئی۔ حویلی کے آس پاس کہیں الو بولا۔ صاحبِ عرس حضرت ابوالقاسم حاجی نانا بندوق لے کر نکلے۔ آواز وہاں سے منتقل ہو کر درگاہ شریف کے آس پاس چلی گئی۔ حاجی نانا آگے بڑھے تو وہاں سے اڑ کر بھاؤ تالاب پر بولنے لگا۔ حاجی نانا نے وہاں پہنچ کر نال سیدھی کی تو الو حاجی سے نانا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ شاہ برکت اللہ کے خاندان سے ہو، اس

لئے چھوڑے دیتا ہوں ورنہ یہیں الٹا گاڑ دیتا۔ اتنا کہہ کر تالاب میں ڈبکی لگائی اور نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ حضرت کی ایمانی جرأت اور روحانی کرامت کی بدولت وہ وبا جو الّو کی شکل میں دستک دے رہی تھی، دور ہوگئی اور مارہرہ شریف اس بلا کے شر سے محفوظ ہوگیا۔

☆ حضرت شاہ قاسم کے مرید خاص اور خلیفہ ڈاکٹر ایوب حسن قادری ابوالقاسمی علیہ الرحمۃ نے حضرت قاسم سے ایک مرتبہ تنگیٔ معاش کا شکوہ کیا۔ حضرت نے فرمایا: آپ کی روزانہ کی ضرورتیں کتنے میں پوری ہو جاتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: دو روپے میں۔ یہ اس دور کا دو روپیہ ہے جس کی حیثیت آج کے دو سو روپے سے زیادہ ہوتی تھی۔ حضرت شاہ قاسم نے فرمایا: جایئے آپ کو روزانہ من جانب اللہ غیب سے دو روپے ملتے رہیں گے۔ ڈاکٹر ایوب حسن علیہ الرحمہ نے بزبان خود افراد خاندان برکات سے بیان کیا کہ اس کے بعد مجھے ہر صبح تکیہ کے نیچے دو روپے مل جاتے۔ یہ واقعہ حضرت کی کرامت اور ہمدردانہ شفقت دونوں کی آئینہ داری کرتا ہے۔

بیعت وخلافت:

حضرت شاہ قاسم کو بیعت وخلافت اپنے نانا سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہٗ سے حاصل تھی۔ والد ماجد سید شاہ محمد صادق، سرکار نور سید شاہ ابوالحسین احمد نوری، سید شاہ ظہور حسین چھوٹے میاں اور مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی قدست اسرارہم نے بھی اپنی خلافتوں سے نوازا تھا۔ حضرت شاہ قاسم کا شجرۂ بیعت یہ ہے:

۱- سید شاہ ابوالقاسم محمد اسمٰعیل حسن شاہ جی میاں۔ ۲- سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم۔ ۳- سید ابوالفضل شمس الدین آل احمد اچھے میاں۔ ۴- سید شاہ محمد حمزہ عینی۔ ۵- سید شاہ آل محمد۔ ٦- صاحب البرکات سید شاہ محمد برکت اللہ قادری چشتی عشقی پیمی۔ ۷- سید شاہ فضل اللہ کالپوی۔ ۸- سید شاہ احمد کالپوی۔ ۹- سید شاہ محمد کالپوی۔ ۱۰- شیخ جمال الاولیاء۔ ۱۱- شیخ ضیاء الدین معروف بہ قاضی جیا نیوتنوی۔ ۱۲- شیخ محمد معروف بہ شیخ بھکاری۔ ۱۳- سید ابراہیم ایرجی۔ ۱۴- شیخ بہاء الدین۔ ۱۵- سید احمد جیلانی۔ ۱٦- سید حسن۔ ۱۷- سید موسیٰ۔ ۱۸- سید علی۔ ۱۹- سید محی الدین ابونصر۔ ۲۰- سید ابوصالح۔ ۲۱- سید عبدالرزاق۔ ۲۲- سید السادات قطب الاقطاب غوث اعظم سید ابومحمد محی الدین

شیخ عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۲۳- شیخ ابوسعید مخزومی۔۲۴علی بن یوسف قرشی ہکاری۔ ۲۵- شیخ ابوالفرح طرطوسی۔ ۲۶- شیخ عبدالواحد بن شیخ عبدالعزیز تمیمی۔ ۲۷- شیخ ابوبکر شبلی۔ ۲۸- شیخ جنید بغدادی۔۲۹- شیخ سری سقطی۔۳۰-شیخ معروف کرخی۔۳۱-امام علی رضا۔ ۳۲-امام موسیٰ کاظم۔ ۳۳-امام جعفر صادق۔ ۳۴-امام محمد باقر۔ ۳۵- امام زین العابدین۔۳۶- امام عالی مقام حسین مجتبیٰ شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ۳۷- امیر المومنین مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔ ۳۸۔ سید المرسلین، خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

حضرت شاہ قاسم کو خاندانی بزرگوں نے جملہ تیرہ سلاسل اور قرآن وحدیث، مسلسلات ومصافحات کی اجازتیں عطا فرمائی تھیں جن کی تفصیل سرکارِ نور کے رسالۂ مبارکہ النور والبہا لاسانید الحدیث وسلاسل الاولیا میں درج ہے۔

سجادگی:

حضرت شاہ قاسم، اپنے والد ماجد خاتم الاسلاف سید شاہ محمد صادق قدس سرہٗ کے وصال (۲۴ر شوال المکرّم ۱۳۲۶ھ) کے چالیس دن بعد رونق آرائے مسند برکاتیہ وسجادۂ غوثیہ ہوئے۔ حضرت تاج العلما کے بیان کے مطابق ’’بعد وصال حضرت جدی حضرت کے چہلم کے روز حسب دستور قدیم خاندانی حضرت والد ماجد قبلہ وکعبہ دامت برکاتہم العالیہ زینت افزائے سجادۂ غوثیہ برکاتیہ احمدیہ کے فیوض وبرکات حضرت سے بفضلہٖ تعالیٰ جاری ہیں اور حضرت اپنے اسلاف کرام کی یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے۔ آمین ثم آمین! (تاریخ خاندان برکات ص ۶۰)

خاندان برکاتیہ کی رسم سجادگی کس طرز سے ادا کی جاتی ہے؟ اس کا بیان بھی حضرت تاج العلما اور اس کی عملی تصویر کشی حضرت قاسم کے روحانی جانشین حضرت احسن العلما کے قلم سے ملاحظہ کیجئے۔ تاج العلما رقم طراز ہیں:

’’ہمارے خاندان میں رسم سجادہ نشینی اس طرح چلی آتی ہے کہ سجادہ نشین متوفی کے انتقال کے بعد اُس کے چہلم کے دن کنبہ وبرادری وشہر واطراف کے اعزہ واقارب وعمائد ومتوسلین عوام وخواص جمع ہوتے ہیں اور اُس کے بیٹے یا اُس کی عدم

موجودگی میں بھائی وغیرہ وارث شرعی کو (جو اُس شخص سے بیعت یا اجازت سجادہ نشینی بھی رکھتا ہو، جس کی جگہ وہ سجادہ نشین ہونا چاہتا ہے) بزرگان خاندان وعمائدواکابر متوسلین تبرکات خاندانی مثل خرقہ وعمامہ وسیلی وتسبیح وغیرہ (جو ہر ایک گھر میں اپنے اپنے بزرگوں کے علیحدہ علیحدہ بھی ہم لوگوں کے پاس ہیں اور بعض مشترک ہیں) ہمراہ لے کر درگاہ شریف لے جاتے اور وہاں جس بزرگ کا وہ قائم مقام ہونا چاہتا ہے، اُس کے مزار یا حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر تبرکات ولباس رکھ کر بزرگان سلسلہ سے توسل واستعانت کر کے فاتحہ پڑھ کر پھر اُن تبرکات سے اُس شخص کو آراستہ کر کے سامنے فقراء وخدام اللہ پکارتے ہوئے مجمع کے ساتھ واپس لاتے اور مکان سجادہ نشینی میں جو اپنے اپنے الگ ہیں، مسند سجادہ نشینی پر اجلاس کراتے ہیں اور اس کے بعد حاضرین نذور پیش کرتے ہیں اور معتقدین بیعت کرتے ہیں اور رسم سجادہ نشینی تمام ہو جاتی ہے۔

(تاریخ خاندان برکات ص ۱۰۳)

حضرت احسن العلما اپنی رسم سجادگی کی روداد بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''میری رسمِ سجادگی کا آغاز حسبِ معمول قدیم خاندانی (بروز شنبہ ۳ر شعبان المعظم ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۷ر مارچ ۱۹۵۷ء بوقت عصر) اس طرح ہوا کہ جملہ مہمانان بیرونجات واہالیان شہر کا مجمع درگاہ معلیٰ میں زیر سائبان ٹین جا کر فرش پر بیٹھا اور حافظ محمد جان صاحب وغیرہ نے نعت ومنقبت شریف پڑھنا شروع کی۔ اور ایک دھوم گولہ جو صرف اعلان کرنے کے لیے تیار کرایا گیا تھا، داغا گیا۔ اس کے بعد میں مع حضرت نھو بھائی وحسین میاں سلمہم وآلِ حبیب چچا وزکریا دادا وذکی حیدر سلمہم اپنے یہاں کے ملبوسات بزرگان جو میری ذاتی اور واحد ملکیت ہیں، جن میں جبہ مبارکہ حضرت جد اعلیٰ سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز رنگ کتھئی اور جبہ مبارکہ حضور جد اعلیٰ سید شاہ اولاد رسول قدس سرہٗ العزیز اور جبہ مبارکہ حضرت سیدی ومرشدی ابوالقاسم شاہ جی میاں قدس اللہ سرہ العزیز علی الترتیب یہ دو جبے رنگ صندلی اور سیاہ نیز عمامہ مبارکہ حضرت جد اعلیٰ سیّد شاہ عبدالجلیل قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز نیز تین کلاہائے مبارکہ جن میں ایک حضور صاحب البرکات دوسری حضور اچھے میاں تیسری حضرت سید شاہ اولاد رسول قدس اللہ تعالیٰ باسرارہم العزیزہ کی ہے نیز کمر کی سیلی حضور جد اعلیٰ سیّد شاہ حمزہ

قدس سرہٗ نیز جبہ مبارکہ رنگ سیاہ حضرت بابا مرحوم ومغفور علیہ الرحمۃ نیز رومال مبارک چو خانہ والا حضرت سیدی ومرشدی قدس سرہ نیز جانماز بھی حضرت ممدوح قدس سرہٗ اور ایک عدد منکا عقیق کا جس کا ذکر ابھی اوپر گزرا، یہ سب چیزیں نیز الماری آثار شریف میں سے تبرکات کی گٹھری نکال کر وہ گٹھری اور اپنی ذاتی گٹھری دونوں کو اپنے سر پر رکھ کر روانہ درگاہ معلیٰ ہوا۔ میرے ساتھ حویلی سجادگی سے جانے والے اعزہ اہل سنت وہ تھے جن کا ذکر ان کے اسما کی تصریح کے ساتھ اوپر مذکور ہوا۔ نیز حضرت حسام اہلِ سنت مولانا سید شاہ عبد القادر صاحب قادری، حضرت مولانا سید شاہ عبید الرحمٰن صاحب قادری حسنی، حضرت خلیل العلماء مولانا مولوی مفتی محمد خلیل احمد خاں صاحب قادری بجنوری، مولوی قاضی عبد الشکور میاں صاحب، سید عبد المجید میاں صاحب برخوردار سید محمد امین سلمہم، جملہ خلفا حضرت اقدس مرحوم نیز حضرت سید شاہ قطب الدین احمد صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ کالپی شریف ضلع جالون وصاحبزادہ سید محمد عظیم صاحب چشتی صاحبزادۂ درگاہ شریف اجمیر مقدس نیز ان کے صاحب زادے حکیم سید محمد احمد چشتی نیز خلیل العلماء استاذ محترم مولانا مولوی مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری برکاتی ابو القاسمی زید مجدہم مارہروی ساکن حال حیدر آباد سندھ جو سب اس وقت کے مخصوص لباس ملاگیری کرتوں اور ٹوپیوں میں ملبوس تھے، یہ سب بھی میرے ساتھ مع ملبوسات کی گٹھریوں کے حاضر درگاہ معلیٰ ہوئے اور وہاں پہنچ کر میں نے ہر دو گٹھریاں کپڑوں اور دوسرے تبرکات کی حسب عملدر آمد قدیم خاندانی حضرت بابا مرحوم ومغفور قدس سرہ العزیز کے مزار اقدس پر سرہانے کی جانب برابر برابر رکھ دیں اور مواجہ میں حاضر ہو کر فاتحہ پڑھا اور وہیں بیٹھ گیا میرے ساتھ جتنے لوگ آئے تھے وہ بھی سب وہیں بیٹھ گئے اور میں نے نعیم اللہ خادم درگاہ شریف کو بلا کر کہا کہ وہ بھائی صاحب کو بلا کر درگاہ شریف میں لائیں تا کہ وہ بھی میری رسمِ سجادگی میں شریک ہوں۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد بھائی صاحب بھی ملاگیری کرتے، ملاگیری رنگ کے جبے اور سیاہ عمامہ میں ملبوس اس طرح درگاہ معلیٰ میں آئے کہ آگے آگے نعیم اللہ خادم جو خود بھی ملاگیری رنگ کی میری طرف سے دی ہوئی ٹوپی اوڑھے تھے، اسم ذات ''اللہ'' کہتے ہوئے آ رہے تھے۔ پھر میں جملہ اعزہ اہلِ سنت اور خلفاء مشائخ نیز دونوں گٹھریاں ملبوسات وغیرہ کی لیے ہوئے اندرون روضہ حضور صاحب

البرکات قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز حاضر ہوا اور روضہ مبارک میں باہر کی جانب سے جتنے داخلہ کے دروازے ہیں وہ سب بند کردیئے گئے جملہ خلفاء وعلمائے کرام کچھ بالین مزار حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ کچھ پائیں میں بیٹھ گئے اور درگاہ معلیٰ کے احاطہ سے باہر دوسرا اطلاعی گولہ داغا گیا۔ اب میں اندرون روضہ حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ مابین مزارات حضور جد اعلیٰ سید شاہ حمزہ وحضور سیدنا شاہ آل احمد اچھے صاحب قدس سرہما مواجہ حضور شاہ حمزہ قدس سرہٗ العزیز میں جو ہمیشہ سے سرکار کلاں کے تین گھروں کی سجادگی کے وقت کپڑے پہننے کی مخصوص جگہ ہے، کھڑے ہوکر بسم اللہ شریف پڑھنے کے بعد سیدھے ہاتھ سے ابتدا کرتے ہوئے ملبوسات حضرات بزرگان عظام واجداد کرام قدست اسرارہم اس طرح پہننا شروع کئے کہ سب سے پہلے خرقہ صندلی حضور جد اعلیٰ سید شاہ اولادرسول سنجھلے صاحب قدس سرہٗ اس کے اوپر خرقہ حضور سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ اس کے اوپر صدری جو بصورت کفنی ہے سرکار غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی پہنی۔ اس کے بعد سیلی منقوش شانہ کے نیچے سے نکال کر بہ صورت لا گلے میں ڈالی گئی۔ یہ ملبوسات تو پہنے اور خرقہ مرتضوی ودوخرقہ جات بوسیدہ ویک رومال چکن ویک خرقہ رنگ کتھئی حضور اچھے میاں قدس سرہ العزیز، یہ سب چیزیں بڑے رومال میں باندھ کر کاندھے پر رکھ دی گئیں اور ان سب کے اوپر اب میں نے حضرت ببا مرحوم کا سیاہ رنگ کا جبہ جو بہت ڈھیلا ڈھیلا ہے، وہ پہنا اور اس کے اوپر سے سیلی حضور سید شاہ حمزہ قدس سرہ کی کمر سے باندھی پھر کلاہائے مبارکہ اس ترتیب سے پہنیں کہ سب سے اوپر ٹوپی بکلاں منقوش جو غالباً حضرت میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ السامی کی ہے، اس سے نیچے ٹوپی سفید ریشم سے کڑھی ہوئی، اس کے نیچے وہ ٹوپی جو بوسیدہ سی ہے اس کے بعد ٹوپی حضور صاحب البرکات قدس سرہ موسومہ بہ ''تاج'' اس کے نیچے ٹوپی صندلی رنگ کی حضور اچھے میاں والی اور پھر کڑھی ہوئی سنجھلے حضور قدس سرہ کی اور ان سب ٹوپیوں کے اوپر عمامہ حضور جد اعلیٰ سیدنا شاہ عبد الجلیل قدس سرہٗ والا باندھا گیا پھر تسابیح ۳ رعدد گلے میں ڈالیں اور ایک عدد کنٹھا سلیمانی سیدھے ہاتھ میں ڈالا گیا جو ۵۰ دانوں کا ہے۔ اور میرا عقیق کا منکہ عطیہ حضرت خال محترم قدس سرہ العزیز جو ڈورے میں پرویا ہوا تھا، وہ بھی میرے سیدھے ہاتھ میں باندھا گیا۔ اور حضرت سیدی ومرشدی قدس سرہ کا رومال میرے ہاتھ

میں دیا گیا۔ کپڑے پہناتے وقت میرے سیدھے ہاتھ پر زکریا دادا اور میرے منہ کے سامنے حضرت قمر ماموں، آل حبیب چچا اور بڑے بھائی صاحب تھے۔ ان سب نے مل جل کر اور خود میری بھی مدد سے مجھے یہ سب ملبوسات بزرگان پہنائے اور عمامہ باندھنے کی ابتدا حضرت سید شاہ قطب الدین احمد صاحب سجادہ نشین کالپی شریف سے بھائی صاحب نے کرائی اور پھر دونوں نے مل کر ہی عمامہ مذکورہ بالا میرے سر پر باندھا۔ کپڑے پہننے سے فارغ ہونے پر جملہ خلفا و حضرات علماء کرام بیرون روضہ مبارکہ حضور صاحب البرکات قدس سرہ العزیز آ گئے۔ اندرون روضہ صرف میں، بڑے بھائی، صاحب نھو بھائی، زکریا دادا، حسین میاں رہ گئے تھے۔ اس کے بعد میں نے حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ کے مواجہ اقدس میں حضرت سیّدی و مرشدی قدس سرہٗ کی جانماز بچھائی اور اس پر بیٹھ کر شجرے کا فاتحہ پڑھا پھر میرے داہنے ہاتھ پر بڑے بھائی صاحب اور بائیں ہاتھ پر برادر عزیز حسین میاں سلمہم کو لے کر اس طرح روانہ ہوا کہ اپنے جملہ حضرات اجداد کرام و مرشدان عظام قدست اسرارہم جن کے مزارات اندرون روضہ حضور صاحب البرکات قدس سرہ واقع ہیں ان سب کا مواجہ اقدس میرے مقابل تھا۔ اس طرح اندرون روضہ حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ سے گزر کر صحنچی حضرت میاں صاحب دادا قدس سرہ العزیز میں آیا جو پائیں مزار حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ واقع ہے اور بیرونی دروازہ کھول دیا گیا اور تیسرا اور آخری گولہ اطلاعی داغا گیا اور میں فصیل پختہ پائیں مزارات حضرت میاں صاحب دادا وغیرہ قدست اسرارہم پر پہنچ کر رک گیا۔ اب یہاں سے جملہ خلفا و علما و مشائخ و جملہ مہمانان بیرونجات و مسلمانان قصبہ ہر محلّہ کثیر در کثیر کے عظیم الشان مجمع کے ساتھ بصورت جلوس جس میں آگے آگے نعیم اللہ و حکیم الطاف حسین و اسمٰعیل شاہ تکیہ دار بستی پیرزادگان و برکت شاہ ولی عہد سجادۂ مکن پور مقیم مارہرہ نیز مہدی شاہ مجاور درگاہ شریف حضرت شاہ جلال قدس سرہ نیز منشی شاہ فقیر و مجاور تکیہ شاہ دانا صاحب واقع مارہرہ و پسر محفوظ علی شاہ مجاور اسم ذات ''اللہ'' کا نعرہ بلند کر رہے تھے۔ میں درگاہ معلیٰ سے اپنی حویلی سجادگی میں آیا اور حویلی سجادگی میں واقع سہ دری صحنچی سجادگی میں حضرت سیدی و مرشدی قدس سرہ کی جو بڑی مسند شریف بچھی تھی اور اس پر دائیں بائیں دو چھوٹے تکیے مسند کے اور سرہانے بڑا تکیہ جس میں بزرگوں کے

وقت کی بہت سی بوسیدہ مسندیں سلی ہوئی ہیں اور اس بڑی مسند پر دوسری مسند حضرت جد اعلیٰ سید شاہ آل محمد قدس سرہ العزیز کی بچھی تھی، اس پر میرا داہنا بازو بھائی صاحب نے پکڑ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر مجھے بٹھایا اور اس طرح میں مسند نشین وسجادہ نشین اپنے جملہ بزرگان کرام حضرات مرشدان عظام سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نیز اپنے حضرت عظیم المرتبت سیدی ومرشدی مولانا مولوی حافظ حاجی قاری سید شاہ ابوالقاسم محمد اسمٰعیل حسن شاہ جی میاں قدس اللہ سرہ العزیز نیز اپنے حضرت خال محترم بقیۃ السلف، حجۃ الخلف مولانا مولوی حافظ مفتی سیّد شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قادری برکاتی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کا بفضلہٖ تعالیٰ ہوا۔ اللہ تعالیٰ مجھے ایمان وامان وعرفان کامل غیر زائل وسنیت وعفو وعافیت وخیر وبرکت وعزت ودولت اپنے کرم سے ہمیشہ دارین میں عطا فرمائے۔ اور اپنے بزرگان کرام ومرشدان سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کا سچا خادم اور وارث وجانشین بنائے۔ آمین بجاہ الحبیب الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلیٰ آلہ واصحابہ۔

مسند پر میرا اجلاس کرانے کے بعد بھائی صاحب نے کھڑے ہوکر حاضرین کے سامنے اپنا مرتب کردہ محضر سجادگی پڑھ کر سنایا اور اعلان کیا کہ آج حسن میاں نے مولانا مولوی محمد خلیل خاں صاحب قادری برکاتی نیز برخورداران سید آل رسول محمد حیدر حسنین میاں المعروف بہ سید فضل اللہ قادری اور آل حیدر سید محمد امین سلمہم ربہم کو اپنے دست وقلم سے خلافت واجازت سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کالپویہ دی۔ یہ کہہ کر بھائی صاحب نے ہر سہ خلافت نامجات کی تھوڑی تھوڑی عبارت بھی پڑھ کر حاضرین کو سنائی پھر محضر سجادگی پر حضرت والد ماجد مدظلہم کے دستخط ''حیات النبی بشیر حیدر آل عبا قادری برکاتی بقلم خود'' کی عبارت کے ساتھ ہوئے پھر خود بھائی صاحب نے ''فقیر آل مصطفےٰ سیّد میاں قادری برکاتی نوری وقاسمی سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ'' کی عبارت کے ساتھ اس پر اپنے دستخط کیے، اس کے بعد دوسرے اعزہ میں آل حبیب چچا، زکریا دادا، قمر ماموں، حسین میاں، ذکی میاں، سدو چچا نے اپنے دستخط کیے۔ نیز حضرت سید شاہ قطب الدین احمد صاحب نیز صاحبزادہ سید محمد عظیم صاحب اجمیر شریف والوں نے اس پر دستخط کیے۔ نیز صاحبزادہ موصوف نے اپنے ہاتھ سے عمامہ ملاگیری رنگ اور خوشبو میں رنگا ہوا جو وہ اپنے ساتھ اجمیر مقدس سے مزار پاک حضرت خواجہ خواجگان سلطان الہند رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سر پر رکھ کر لائے تھے، وہ انھوں نے میرے سر پر عمامہ حضرت جد اعلیٰ سید شاہ عبد الجلیل قدس سرہ کے اوپر باندھا پھر بھائی صاحب نے جناب بشیر محمد صاحب چیئر مین نوٹی فائڈ ایریا مارہرہ و داروغہ احتشام الدین صاحب سکریٹری نوٹیفائڈ ایریا مارہرہ و چودھری محمد الیاس صاحب و چودھری آفاق احمد صاحب معززین شہر کے دستخط محضر سجادگی پر کرائے۔ اس کے بعد برادرم حاجی محمد اسماعیل گیگا سلمہم ساکن کراچی نے اپنے بچوں سلمہم کو، جوان کے ساتھ شرکت چہلم شریف کے لیے کراچی سے آئے ہیں، انہیں بیعت کرنے کے لیے مجھ سے استدعا کی۔ چنانچہ میں نے انہیں داخل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ قاسمیہ کیا۔ احباب و متوسلین مخلصین اہل سنت سلمہم نے نذور گزاریں۔ اس کے بعد جملہ حضار ساکنان قصبہ و مہمانان بیرون جات اپنے اپنے مقامات پر واپس جانے کے لئے حویلی سجادگی سے رخصت ہوئے پھر میں قریب چھ بجے سہ پہر کے بھائی صاحب اور حسین میاں سلمہم نیز زکریا دادا کے ہمراہ ملبوسات بزرگان پہنے ہوئے اندرون محل سرائے زنانہ گیا۔ خدام درگاہ معلیٰ آگے آگے اسم ذات ''اللہ'' پکار رہے تھے۔ اندرون خانہ پہنچ کر صحن پیش صدر دالان پر جو چوکی بچھی تھی اس پر مجھے بھائی صاحب نے قبلہ رخ بٹھایا۔ بھائی صاحب نے اپنی دونوں بچیوں برخورداران عذرا خاتون و رقیہ خاتون سلمہما کو میرے سامنے لا کر کہا کہ میں انہیں داخل سلسلہ کرلوں۔ چنانچہ میں نے ان دونوں کے ہاتھ بطریقِ معروف اپنے ہاتھ میں لے کر ان دونوں سے کلمہ طیبہ پڑھوایا اور یہ کہلوایا کہ ''ہم داخل ہوئے سلسلہ میں حضور بڑے پیر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے'' پھر خود بھائی صاحب نے اپنی دونوں کی جانب سے بہ حیثیت ولی اپنے ہاتھ میرے ہاتھ میں دے کر کہا کہ ''میں اپنی دونوں لڑکیوں سلمہما کو تمہارے ہاتھ پر داخل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کراتا ہوں پھر حسب دستور قدیم خاندانی ایک ایک روپیہ ہر دو بچیوں سلمہما سے مجھے نذر کا دلوایا۔ ان سب چیزوں سے فراغت حاصل کر کے مع ہمراہیان مذکورین بالا محل سرائے زنانہ سے حویلی سجادگی میں دوبارہ واپس آیا۔ ملبوسات اتارے گئے اور ان کے مقامات معینہ پر لے جا کر انہیں محفوظ کر دیا گیا۔ آثار شریف کی الماری میں سے موہبائے مبارکہ کی پٹاریوں میں سے پرانا صندل نکال کر اس کی جگہ جو بھائی صاحب اپنے ہمراہ بمبئی سے صندل لائے ہیں، وہ ان سب میں بھر دیا گیا اور صندل کہنہ شرکاء میں

تقسیم ہو گیا۔ رسم سجادگی کی ابتدا سے آخر تک میرے داہنے ہاتھ میں حضرت ببَا مرحوم قدس سرہٗ کا عصا مبارک بھی تھا۔ رسم سجادگی کے بخیر وخوبی بفضلہٖ تعالیٰ حسب طریق قدیم خاندانی مذکور بالا اختتام پذیر ہونے پر عرس چہلم شریف کی تقریب بھی بخیر وخوبی انجام کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے میرے اور میرے ساتھ متعلقین واعزہ واحباب اہلِ سنت سلمہم کے حق میں اسے دارین میں مبارک ومسعود فرمائے آمین بجاہ الحبیب الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلیٰ آلہ واصحابہ۔ (یادحسن، ص ۳۸ تا ۴۵)

فروغ سلسلۂ برکاتیہ:

حضرت شاہ قاسم کو خاندان کے سبھی تیرہ سلاسل کی اجازت والد ماجد اور سرکار نور سے حاصل تھی لیکن حسب دستور خاندانی آپ نے سلسلۂ قادریہ جدیدہ کالپویہ کو فروغ دیا۔ ہزاروں جویان حق آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور حضرت صاحب البرکات کے توسط سے سرکار غوث اعظم کے غلاموں میں داخل ہوئے۔ آپ کے اخیر مریدوں میں حضرت سید العلما اور احسن العلما آتے ہیں۔ مخدوم گرامی سید محمد اشرف قادری برکاتی وامت برکاتہم القدسیہ رقم طراز ہیں:

''پھوپھی صاحبہ سیدہ حافظہ زاہدہ خاتون مدظلہا کا بیان ہے کہ ان کے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں (سید شاہ حسین میاں اس وقت پیدا نہیں ہوئے تھے) ایک ساتھ حضرت سید شاہ ابو القاسم اسمٰعیل حسن شاہ جی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔ واقعہ یوں تھا کہ حضرت شاہ جی میاں کی علالت بڑھ گئی تھی۔ سب سے بڑے بھائی حضرت سیّد شاہ آل مصطفیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ آل عبا علیہ الرحمۃ والرضوان کو حیدر آباد خط لکھا جو ان دنوں بسلسلۂ ملازمت وہاں مقیم تھے کہ حضرت ممدوح کی علالت بڑھ گئی ہے، ہم لوگ نابالغ ہیں، بیعت کے لیے آپ کی اجازت چاہتے ہیں۔ حیدر آباد سے وہ اجازت نامہ بشکل خط آیا تھا۔ وہ خط لے کر حضرت سیّد العلما (وہ اس وقت ۱۲-۱۳ر برس کے تھے) حضور تاج العلما سید شاہ محمد میاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس گئے اور انہیں خط پڑھ کر سنایا۔ تاج العلما علیہ الرحمۃ دونوں بھائیوں اور دونوں بہنوں کو لے کر مجدد برکاتیت حضرت سیّد شاہ

اسماعیل حسن علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس پہنچے جو اس وقت ہری کوٹھی کے اندرونی دالان میں جنوباً شمالاً آرام فرما رہے تھے۔ حضرت نے چاروں کو بیعت فرمایا اور حضور احسن العلما رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ ومجاز بنا کر اعلان فرمایا کہ یہ میرا جانشین ہوگا۔ حضور احسن العلماء کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ بھیا (حضور تاج العلما) موجود ہیں تو یہ کیسے آپ کے سجادہ نشین ہوں گے۔ فرمایا کہ بیٹی! محمد میاں (تاج العلما) میری نسل کے سجادہ نشین ہیں اور حسن میاں میری ذات کے سجادہ نشین ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ آلِ مصطفےٰ (حضور سید العلما) تم حسن میاں کا رشک نہ کرنا۔ تم کو تمہارا حصہ بڑے گھر سے ملے گا۔

راقمِ تحریر عرض کرنا چاہتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل حسن شاہ جی میاں علیہ الرحمۃ کی چشم بصیرت کی یہ کرامت ہی تو تھی کہ انھوں نے دیکھ لیا تھا کہ حضور تاج العلما کی اولاد زندہ نہ رہے گی اور حضرت احسن العلما ان کی ذات کے سجادہ نشین بھی ہوں گے۔ (یادِ حسن، ص ۱۶)

حضرت تاج العلما کے وصال شریف کے بعد شاہ قاسم کی وصیت کے مطابق آپ کے نواسے حضرت احسن العلما سجادہ نشین ہوئے جس کی روداد گذر چکی ہے۔ شاہ قاسم کے چھوٹے صاحبزادے حضرت تاج العلما نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی حضرت احسن العلما کو شاہ قاسم کا مسند نشین تجویز فرما دیا تھا:

"۷۸۶/۹۲ الحمد لله و کفیٰ و سلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ ولا سیما علیٰ سیدنا و مولانا محمد المصطفیٰ واله وصحبه والخلفاء والغوث الاعظم والسادات الاکارم الشرفا۔ امابعد! فقیر اپنے جملہ برادران دینی سیّد العارفین، سیّد الواصلین، قدوۃ المتشددین علیٰ اعداء رب العالمین اسوۃ المتصلبین فی الدین، سیدی وسندی ومرشدی ووالدی حضرت عظیم البرکت مولانا مولوی حافظ حاجی شاہ ابو القاسم محمد اسمٰعیل حسن میاں صاحب الملقب بشاہ جی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجدار مسند سجادہ غوثیہ برکاتیہ آل احمدیہ سرکارِ کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ نے اپنی مبارک حیاتِ ظاہری میں اپنے وصال سے کئی روز قبل بحالتِ صحت ہوش وحواس ظاہری قرۃ بصری وفلذۃ کبدی حافظ سیّد مصطفےٰ حیدر حسن میاں سلمہٗ ربہٗ تعالیٰ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ میری ذات کے سجّادہ نشین ہیں۔ اور فقیر سے متعلق ارشاد فرمایا تھا کہ یہ میری نسل کے سجادہ نشین ہیں اب چونکہ عزیز موصوف سلمہ ربہ تعالیٰ بفضلہٖ تعالیٰ عاقل وبالغ ہیں اور آثار رشد

وصلاح وفلاح ان شاء اللہ تعالیٰ وبکرمہ وعم نوالہ اون سے ظاہر وواضح ہیں۔ لہٰذا آج شب پنجشنبہ شب ۲۲ رصفر ۱۳۶۳ھ کو عزیزی حافظ سید مصطفےٰ حیدر حسن میاں قادری قاسمی برکاتی سلمہ اللہ تعالیٰ کو حضرت سیدی ومرشدی ووالدی اقدس حضرت مولانا الشاہ ابو القاسم محمد اسمٰعیل حسن میاں صاحب رضی اللہ عنہ کا خرقہ مبارکہ میں نے پہنایا اور سجادہ عالیہ غوثیہ برکاتیہ آل احمدیہ مارہرہ مطہرہ پر بٹھایا اور حضرت سیدی ومرشدی ووالدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور خود اپنا سجادہ نشین بنایا۔ آج سے عزیز موصوف سلمہٗ ربہٗ میری طرح حضرت سیدی ومرشدی ووالدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور خود میرے سجادہ نشین ہیں اور حضرت سیّدی ومرشدی ووالدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عزیز موصوف سلمہ اللہ تعالیٰ کو بیعت واجازت وخلافت سلسلہ عالیہ قادریہ ودیگر سلاسل برکاتیہ حاصل ہے۔ نیز اس فقیر نے بھی اون کو اپنے جملہ سلاسل عالیہ قادریہ وچشتیہ وسہروردیہ ونقشبندیہ وبدیعیہ مداریہ جدیدہ وقدیمہ وجملہ اوفاق واعمال واوراد واذکار ودیگر برکات اکابر کرام برکاتیہ قدست اسرارہم کی اجازت وخلافت عامہ وخاصہ اب سے پیشتر دے دی اور اس کا وثیقہ الگ سے تحریر کر کے دے دیا ہے۔ اللہ عزوجل عزیزی المحمد وح سلمہ ربہ تعالیٰ کو سجادہ علیہ غوثیہ احمدیہ برکاتیہ کی بہترین خدمتیں بجالانے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرات مشائخ کرام سلسلہ قدسیہ قادریہ برکاتیہ آل احمدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض وبرکات کے دریا اون سے جاری فرمائے۔ اور ظاہر وباطن، صورت وسیرت، عقائد واعمال میں ان حضرات کرام قدست اسرارہم کا کامل اور سچا مظہر بنائے۔ آمین بحرمۃ حبیبہ الجواد وآلہ الامجاد وعلیہ وعلیھم الصلاۃ والسلام الیٰ یوم التناد۔ (یادِ حسن، ص: ۲۵، ۲۶)

روحانی مراتب:

حضرت شاہ قاسم بہت مضبوطی کے ساتھ دین وسنیت اور معمولاتِ خاندانی پر استقامت رکھتے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے قول وفعل، ایمان وعمل، زبان وقلم سب میں برکتیں دے رکھی تھیں۔ آپ کی دعاؤں سے نہ جانے کتنے مریض شفایاب ہوئے، بے شمار مقدمات فیصل ہوئے، بہتیری گودیں ہری ہوئیں، سیکڑوں مصیبت زدوں نے چین کی سانس لی، ہزاروں گناہگاروں نے توبہ کی، کئی ایک صرف آپ کے

روئے زیبا کو دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور بہتوں نے سلوک کی منزلیں طے کیں۔ عرس قاسمی کا یہ فروغ برملا پتہ دیتا ہے کہ صاحبِ عرس خاصانِ خدا کے زمرے میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ حضرت کے بلا واسطہ مریدین نے آپ کے کشف وکرامات کی کئی ایک روداد یں مرتب کی ہیں لیکن ناچیز کے نزدیک آپ کی سب سے بڑی کرامت استقامت فی الدین ہے۔ اس ذیل میں آپ نے کسی قسم کی مصالحت گوارا نہ فرمائی اور بدمذہبوں کا شدومد کے ساتھ مقابلہ فرمایا۔

علمی ذوق:

علمی ذوق مشائخ مارہرہ کی وراثت رہی ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس خانقاہ عالی جاہ میں بزرگوں کے دیگر نوادرات کے ساتھ ساتھ ایک عظیم الشان قدیم کتب خانہ بھی ہے۔ حضرت شاہ قاسم کو بھی علمی ذوق ورثے میں ملا تھا۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ خود ہی علوم وفنون کی تحصیل کی بلکہ اقارب کی خاصی تعداد کو زیور علم سے آراستہ کیا جس کا مزید تذکرہ ''مجدد برکاتیت'' کے ذیل میں آتا ہے۔ آپ نے بزرگوں کے جمع کردہ نادر اور قدیم کتب خانے کو سنبھال کے رکھا اور اسے بہ حفاظت اگلی نسلوں کے حوالے کیا۔ اس قدیم کتب خانے میں حضرت سید شاہ محمد حمزہ عینؔی قدس سرہ کے زمانے میں سولہ ہزار کتابیں تھیں۔ حضرت ابوالقاسم شاہ جی میاں کے زمانے میں بعض افراد خاندان کی بے توجہی سے یہ عظیم الشان علمی سرمایہ ضائع ہونے لگا تو آپ نے اسے بچا رکھنے کے لئے بہت کوششیں فرمائیں۔ پوری تفصیل حضرت تاج العلماکے قلم فیض رقم سے ملاحظہ کیجئے:

''کتب خانہ خاندانی عام بعد وصال حضور ستھرے صاحب قدس سرہٗ مشترک رہا تھا اور چونکہ وہ حضرت سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ کے گھر ہی رہتا تھا۔ لہٰذا وہیں بعد کو کتابیں تلف ہوگئیں اور بعض شاید اب بھی نذرِ کرم خوردگی ہو رہی ہیں۔ مگر کتب خانہ خاص جس میں اپنے اسلاف کرام اور دیگر بزرگان عظام کے ملفوظات ومکتوبات و دیگر مصنفات اور اسی قسم کی کئی نوادر کتب ادعیہ ووظائف ودیگر علوم دینیہ تھیں وہ حضرت ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ نے اپنے خاص محبوب ومربوب صاحبزادہ حضرت سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہٗ کو عنایت فرمایا تھا۔ حضرت کے بعد وصال وہ اُن

کے اخلاف کے قبضہ میں آیا اور بے توجہی سے تلف ہونے کی نوبت پہنچی یہ دیکھ کر حضرت قبلہ وکعبہ نے سید شاہ نور احمد صاحب وسید شاہ حسین حمزہ صاحب سے جو اُس وقت اُس پر قابض تھے، اُسے حاصل کر لینا چاہا۔ مگر انہوں نے اس سے سختی سے انکار کیا یہاں تک کہ کہا اگر ہر کتاب ہم وزن روپیہ اور اشرفی دوگے جب بھی ہم نہ دیں گے۔ ناچار حضرت خاموش ہو رہے۔ شب میں عالم واقعہ میں اپنے مرشد حضرت سید شاہ امیر عالم قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضرت نے بغایت عنایت فرمایا جس کا محصل یہ تھا کہ تو کیوں رنجیدہ ہوتا ہے۔ میں نے تمام برکات واسرار خاندانی تجھ کو عطا فرمائے اور یہ کتابیں بھی تجھے عنایت کیں۔ صبح کو اُن صاحبوں نے خود اپنی خوشی سے وہ سب کتابیں مع دو چھریوں کے جو حرز یمانی شریف پڑھنے کی ہیں اور گمان ہوتا ہے کہ حضرت سید شاہ آل محمد قدس سرہٗ نے اُن پر سیفی پڑھی ہے حضرت والد ماجد قبلہ کے ہاتھ بقیمت زر نقد فروخت کر دیے۔

کاشف الاستار شریف جو خاص دست وقلم مبارک حضرت مصنف جدی سید شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ کی تحریر فرمودہ اور اُس وقت سے برابر حضور اچھے میاں صاحب وحضرت ستھرے میاں وحضرت امیر عالم قدس سرہم ودیگر اکابر خاندان کے زیر نظر رہی ہے اور جو رموز واسرار خاندانی کا خزینہ اور خانوادہ عالیہ برکاتیہ کا دستور العمل ہے اور نوادر اشیاء میں سے جو حضرت قبلہ وکعبہ کے پاس ہیں مرقع تصاویر بزرگان دین ہے، جو علاوہ اس خصوصیت کے کہ اُس میں اکابر بزرگان دین مثل حضرت سلطان بغداد وخواجۂ اجمیر وحضرت بابا صاحب گنج شکر وحضرت محبوب الٰہی وخواجہ حافظ شیراز وحضرت سعدی شیرازی ومولانا خسرو ومولانا جامی ورومی ودیگر کثیر مشاہیر اکابر کی تصاویر ہیں، مشرقی فن تصویر کشی کا بھی ایک بہت قیمتی ذخیرہ ہے۔ یہ سب کتابیں اوران کے علاوہ جو اور حضرت والد ماجد قبلہ وکعبہ نے دوسرے ذرائع ومواقع سے حاصل فرمائیں، سب حضرت نے عرصہ ہوا، اس فقیر راقم الحروف کو عطا فرمادی ہیں اور خود فقیر نے بھی اُن پر صدہا کتب ورسائل تفسیر وحدیث وفقہ وتصوف ومنطق وفلسفہ وکلام ومباحثہ ومناظرہ ونحو وصرف وغیرہ کا اضافہ کیا ہے۔ مولیٰ تعالےٰ اُن سب کے فوائد سے مجھے دارین میں متمتع فرمائے آمین''۔

(تاریخ خاندان برکات ص ۶۲ تا ۶۴)

علمی اور دینی خدمات:

حضرت شاہ قاسم نے دین وعلم کی متنوع خدمات انجام دیں۔تدریس، تبلیغ، تصنیف، ارشادو ہدایت، خدمت خلق سبھی شعبے آپ کی توجہ سے سرفراز رہے۔تدریس کا سلسلہ اپنے خانقاہی مدرسے میں رہا۔ تبلیغ کے لیے دور دراز علاقوں میں تشریف لے گئے۔مسند غوثیہ برکاتیہ سے ایک عالم کو قادری برکاتی جام پلائے اور اپنی دعاؤں، تعویذات اور سچی سیدھی راہنمائیوں اور شفیقانہ غم گساریوں سے خلق خدا کے دردوغم کا مداوا پیش کیا۔ تصنیفی شہرت سے دلچسپی نہیں تھی پھر بھی وقتی تقاضوں کے پیش نظر کئی اہم تصانیف سپرد قلم کیں جو آپ کے جذبۂ حق پسندی اور علمی رسوخ کو ظاہر کرتی ہیں۔

حضرت تاج العلما قدس سرہٗ رقم طراز ہیں:

”حضرت قبلہ وکعبہ دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے معمولات کثیرہ دینیہ و دنیاویہ شبانہ روزی سے تالیف وتصنیف کی فرصت بہت ہی کم پائی اور بوقت فرصت جو یہ شغل فرمایا بھی تو متعدد مبسوط تصانیف دوسروں کو دیدیں جن میں سے بعض ان کے نام سے شائع بھی ہوچکیں اوراس لیے ان کے نام بتانے کی ضرورت نہیں۔ان کے علاوہ بعض اور تصانیف بھی ہیں جن میں سے بعض ابھی غیر مرتب ہیں جیسے مجموعہائے شجرہائے خاندانی منظوم جس میں حضرت نے تمام شجرہائے طریقت قدیمہ وجدیدہ کو جو خانوادۂ عالیہ برکاتیہ میں ہیں فارسی، زبان میں نظم فرمایا ہے۔ نیز حضرت نے کبھی کبھی نعت و منقبت میں بھی کچھ فکر فرمائی اور بعض اعزہ کی تواریخ ولادت ووفات بھی نظم فرمائی ہیں۔ان کو بھی ایک جگہ علیحدہ بصورت رسالہ ترتیب دے لینا فقیر کے پیش نظر ہے۔اسی طرح بعض اور رسائل اعمال وتکسیر وغیرہ میں ناتمام ہیں اور ایک رسالہ متعلق بعض سوالات شرعیہ مثل اشارہ بالسبّابہ اوراس خیال کا ردکہ شیطان وحی الٰہی میں کچھ دخل دے سکتا ہے اوراس نے سورۂ النجم میں کچھ ملا دیا تھا اور تلفظ نیت وتحقیق معنی بدعت ومسئلہ سماع وغیرہ دس مسائل۔ ورسالہ ردالقضاء من الدعاء فی اعمال دفع الوبا، یہ دونوں مطبوع وشائع بھی ہوچکے ہیں“۔

(تاریخ خاندان برکات، ص۶۴)

(۱) مجموعۂ سلاسل منظوم (۲) رسائل اعمال وتکسیر (۳) رسالہ جو چند مسائل

کی تحقیق پر مشتمل ہے (۴) رسالہ رد القضاء من الدعاء فی اعمال دفع الوبا (۵) مفاوضات طیبہ (۶) گلدستۂ چمنستان سنیت (۷) کرامات ستھرے میاں قدس سرہٗ (۸) مجموعۂ کلام وغیرہ حضرت شاہ جی میاں قدس سرہٗ کی تصانیف میں رسائل اعمال و تکسیر اور مجموعۂ مناقب کے سوا سب شائع شدہ ہیں۔ جیسا کہ دارالاشاعت برکاتی مارہرہ مطہرہ کی فہرست کتب جو اکثر مطبوعات کے اخیر میں ہوتی ہے اور تاریخ خاندان برکات میں ذکر ہے۔ مجموعۂ کلام بھی شائع ہوا ہوگا جیسا کہ حضرت تاج العلما قدس سرہٗ نے اس کی اشاعت کا عزم ظاہر فرمایا ہے۔ لیکن باضابطہ اس کی اشاعت کا علم ناچیز کو نہ ہوسکا۔

ان تصانیف میں سے صرف گلدستۂ چمنستان سنیت اور مفاوضات طیبہ کے مطالعہ کا شرف راقم کو حاصل ہوسکا۔

☆ گلدستۂ چمنستان سنیت :

یہ حضرت شاہ جی میاں قدس سرہٗ کے مختلف مختصر مضامین کا مجموعہ ہے۔ جسے حضرت تاج العلما قدس سرہٗ نے اپنی ترتیب وتحشیہ کے ساتھ مطبع صبح صادق سے طبع کرا کے دارالاشاعت برکاتی سے شائع کیا۔ ان میں سے اکثر مضامین روزنامہ ''پیسہ'' لاہور میں طبع ہوئے۔ آسانی، مدعیان ہمدردیٔ اسلام کی خیالی ترقی، کیا محمڈن کالج علی گڑھ باعث ترقی اسلام ہے، پیروان سرسید وہمدردان محمڈن کالج کی خدمت میں ضروری عرض، مجرد دعوی، مسلمانوں کی افسوسناک حالت، مسلمانوں کی ترقی کے اسباب کیا ہیں؟ کیا علی گڑھ یونیورسٹی کا قیام سبب ترقی اسلام ہے؟ مسلمانوں کے تنزل کے اسباب کے سوالات کے جواب، اسلام کی بزبان حال مسلمانوں سے شکایت، روح اسلام پر حمد، انجمن خدام کعبہ، انجمن خدامان کعبہ کے بابت حاجی اسمٰعیل خاں صاحب رئیس دتاؤلی کے خیالات کا خلاصہ اور ان کی تنقید، دل کی سیر۔ یہ ان مضامین کی شاہ سرخیاں اور ذیلی عنوانات ہیں جو اس مجموعے میں درج ہیں۔ ان کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں اکثر مضامین کسی تحریر یا تحریک کے مفاسد طشت از بام کرنے اور اہل اسلام کو ان کے ضرر سے بچانے کے لیے حیطۂ تحریر میں لائے گئے، جیسا کہ خود ان کے عناوین سے بھی نمایاں ہوتا ہے۔ یہ مضرت رساں مضامین اکثر وبیشتر لاہور کے اخبار

پیسہ میں شائع ہوتے تو آپ بھی اپنے مضامین اسی اخبار کے ایڈیٹر کے پاس ارسال فرماتے تاکہ اس کے قارئین اس کی مضرتوں کا شکار ہونے سے بچ جائیں۔ شاید اخباری اشاعت کے پیش نظر ہی یہ تحریریں مختصر ہیں۔ ان میں صرف دو مضمون مفصل ہیں جن کا عنوان ہے ''مسلمانوں کے تنزل کے اسباب کے سوالات کے جواب'' اور ''اسلام کی بزبان حاصل مسلمانوں سے شکایت'' پہلا مضمون دس صفحات پر پھیلا ہوا ہے جو مولوی محبوب عالم صاحب کے سات سوالات کے جواب میں تحریر کیا گیا جسے ایڈیٹر ''پیسہ'' نے عبدالبہا صاحب کے جوابات کے ساتھ شائع کیا تھا۔ اس مضمون میں صرف جوابات پر اکتفا کیا ہے، سوالات درج نہیں ہیں لیکن جوابات سے ان سوالات کی زمین معلوم ہوجاتی ہے۔ دوسرے مضمون میں اسلام کو زبان دیدی گئی ہے۔ وہ اپنے ماننے والوں سے اسلام بے زاری کی شکایت کرتا ہے۔ ابتداء اس شعر سے ہوتی ہے ؎

مخالف کی اپنے کروں کیا شکایت
موافق بھی دینے لگے اب اذیت

یہ مضمون بھی دس صفحات پر مشتمل ہے۔

ان مضامین کی ترتیب کے سلسلے میں حضرت تاج العلماء تحریر فرماتے ہیں:

''ان میں سے بعض مضامین کسی قدر بغیر کمی بیشی کے ساتھ بعض اخباروں میں فقیر کے نام سے شائع شدہ اس وقت بھی فقیر کے پیش نظر ہیں جن کی تاریخ اشاعت و نام اخبار شائع کنندہ کا حوالہ ان کے حاشیہ پر دے دیا ہے اور بعض مضامین کے متعلق فقیر کو یہ پتہ اس وقت نہ ملا کہ یہ اب سے پہلے کبھی شائع ہوئے ہیں یا نہیں؟ اور ان کے ساتھ ان کی تحریر کی کوئی تاریخ بھی لکھی ہوئی نہ ملی۔ لہٰذا فقیر نے تاریخ تحریر کے لحاظ سے جمع و ترتیب میں تقدیم و تاخیر کا چنداں لحاظ نہیں رکھا ہے۔ عنوان ان میں سے بعض مضامین کے خود حضرت کے قائم فرمائے ہوئے ہیں اور بعض کے بہ مناسبت مضمون فقیر نے قائم کردیئے ہیں۔ جملہ مضامین جو اس مجموعہ میں مندرج ہیں، فقیر کے ظن غالب میں کوئی بھی ۱۳۳۱ھ کے بعد کا تحریر فرمودہ نہیں ہے۔ (گلدستۂ چمنستان سنیت ص ۲)

اس مجموعہ کی ترتیب کا سلسلہ پنجشنبہ ۳ ر ربیع الاول شریف ۱۳۵۴ھ کے بعد شروع ہوا اور ۲۲ ر ربیع الآخر شریف چہارشنبہ کو اختتام کو پہنچا۔ (ص ۵۲)

☆ مفاوضات طیبہ (۱۳۵۴ھ):

یہ سیدنا شاہ جی میاں قدس سرہٗ کے گرانقدر مکاتیب کا مجموعہ ہے جسے حضرت تاج العلما قدس سرہٗ نے ۱۳۵۴ھ میں اپنی ترتیب اور تشریح کے ساتھ شائع کیا۔

ایک سو چھیاسٹھ مکاتیب کا یہ مجموعہ حضرت شاہ جی کے بہت سے پاکیزہ باطنی افکار، صالح داخلی حالات کی جانب راہنمائی کرتا ہے۔ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ، دینی احکام کی جانب رہنمائی، روحانیت کی ترغیب، مرشدانہ تربیت، مصالحتی کردار، خاندانی معاملات میں رواداری اور اس طرح کے اور بہت سے گوشے اس گنج گرانمایہ میں پوشیدہ ہیں۔

صاحب عرس سیدنا ابوالقاسم سید شاہ اسمٰعیل حسن شاہ جی قدس سرہٗ کے سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے معاصرت کے باجود بہت ہی عقیدت اور خلوص کے رشتے تھے اور آپ ان کی اعتقادی، دینی، اصلاحی گرانمایہ خدمات کے دل و جان سے معترف اور حامی تھے۔ مسئلہ اذان ثانی میں آپ نے سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی مکمل دینی حمایت فرمائی اور اس موقف حق کی ترویج و اشاعت میں بھرپور مدد فرمائی۔

مجدد دین وملت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ نے اس سنت کریمہ کا احیا فرمایا اور اس کے متعلق تفصیلی فتاویٰ جاری فرمائے۔ جب اس کی اطلاع حضرت شاہ جی میاں قدس سرہٗ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ بڑے مولانا صاحب کا فتویٰ ہے نا؟ اب آئندہ جمعہ سے اذان خارج مسجد دی جائے۔ اس طور سے آپ نے سب سے پہلے اس موقف حق کی حمایت فرمائی۔

محبت رضا کے یہ جلوے آپ کے مکاتیب کریمہ میں بھی جابجا پھیلے ہوئے ہیں۔ چند مکاتیب کریمہ کے اقتباسات ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ اذان ثانی کے تعلق سے جب اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر اہل بدایوں کی طرف سے مقدمہ دائر کیا گیا تو اس وقت حضرت شاہ جی میاں قدس سرہٗ نے آپ کی تسلی کے لیے یہ کلمات عالیہ تحریر فرمائے:

''فخر الافاضل، صدر الاماثل، افضل العلماء، اجل الفضلاء دامت برکات افاداتھم علینا:

پس از تسلیم مالوف بالوف تعظیم ملتمس ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ فقیر بخیر ہے اور خیر و عافیت مزاج مبارک کا مستدعی۔

فقیر کو اس حملہ نامرضیہ کا جو بظاہر آپ پر اور اصل میں دین اسلام پر ہے، نہایت رنج ہے۔ افسوس صد افسوس کہ ابھی کچھ عرصہ نہیں گذرا ہے اور تقریباً ہزاروں آدمی اس وقت موجود ہیں جنہوں نے حضرت استاذی مولانا مولوی عبدالقادر صاحب قدس سرہٗ اور آپ کے مراسم اور محبت کے برتاؤ دیکھے ہیں۔ اب یہ حال ہوا ہے کہ جس سے مسلمان دینداروں کو روحی صدمہ اور بدمذہبوں کو موقع شماتت اور خوشی کا مل گیا ہے۔ اگرچہ انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا کچھ نہیں مگر معاندین ومخالفین مذہب حق کو چند دنوں یہ خوشی کا موقع مل گیا۔

فقیر اگرچہ آپ کی کسی ظاہر اعانت کے لائق نہیں مگر ہر وقت دل سے دعا کر رہا ہے کہ اس مخمصہ سے باحسن وجوہ آپ کو طمانیت حاصل ہو اور آپ کے دست وقلم سے دین حق کی ہر طرح سے اعانت ہوتی رہے اور مخالفین دین کو ذلت پہنچتی رہے۔

(مفاوضات طیبہ، ص۱۴-۱۵، مکتوب نمبر ۱۸)

حضرت تاج العلما کا رسالۂ مبارکہ مبحث الاذان جو خارج مسجد اذان ثانی کے اثبات میں تھا، اس کے جواب میں کسی مجہول شخص کے نام سے تالیف کردہ ایک رسالہ بدایوں سے حضرت شاہ جی قدس سرہٗ کو موصول ہوا جس میں سوقیانہ لب ولہجہ اور سخت کلامی کا انداز برتا گیا تھا۔ اس کے جواب میں حضرت نے اہل بدایوں کی بدظنی کو دفع کرنے کے لیے حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی علیہ الرحمہ کے نام ۱۳؍صفر المظفر ۱۳۳۴ھ کو ایک مفصل جوابی مکتوب تحریر فرمایا جو آپ کی مصالحانہ روش، سنجیدگیٔ فکر، صبر وتحمل، بے لوثی اور بے نفسی کی منھ بولتی تصویر ہے۔

ایک اقتباس بطور شہادت پیش ہے۔ آپ ارقام فرماتے ہیں:

''یہ موافقت اور مخالفت محض دینی ہے۔ اگر مخالفین میں سے کوئی صاحب اپنے استدلال مخالفت کو فقہاء اور محدثین کے اقوال مستندہ سے مطابقت دکھلا دیں گے، ہم فوراً وہی مان لیں گے۔ امور دینی میں ضد اور ہٹ اور نفسانیت کا ہرگز دخل نہ ہوگا........ یہ خلاف اپنی سمجھ کے موافق ایک دینی فرعی مسئلہ میں ہے۔ خدانخواستہ کسی طرح سے رشتۂ محبت اور مراسم قدیم میں اپنی جانب سے کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے اور

ان شاء اللہ تعالیٰ نہ ہوگی۔ آپ صاحبان کو اختیار ہے۔ مسائل فرعیہ میں میرے اکابر سے اور آپ کے بزرگوں سے بھی بعض بعض مسئلہ میں اختلاف رہا ہے مثلاً لعن یزید۔ میرے بزرگ مجوز تھے اور حضرت استاذی قدس سرہٗ منع فرماتے تھے۔ کفر ابو طالب میں میرے بزرگ ساکت مثل شیخ محدث دہلوی تھے اور حضرت استاذی کافر جانتے تھے۔ عینیت ذات وصفات باری تعالیٰ وتقدس میں بھی کچھ لفظی اختلاف تھا اور بعض مسائل فرعیہ اور بھی ہیں جن کی تفصیل تطویل ہے۔ (مفاوضات طیبہ، ص ۱۳، مکتوب نمبر ۱۲)

یہ مکتوب بہت مفصل تقریباً چودہ صفحات پر پھیلا ہوا ہے جو آپ کی بے لوثی، دینی ہمدردی، اعانت اسلام اور اعانت حق کی سچی داستان بیان کرتا ہے۔

دینی راہنمائی عام طور سے بزرگان امت کے مکاتیب کا خاصہ رہا ہے۔ آپ کے مکاتیب میں بھی جا بجا یہ عنصر موجود ہے۔ رحمت الٰہی صاحب گورداسپوری کو تحریر فرمایا:

''تمہارے واسطے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہارے مقاصد پورے کرے۔ نماز پڑھا کرو۔ تلاوت قرآن مجید بھی کیا کرو۔ والدین کی اطاعت ضروری ہے۔ تمہاری والدہ صاحبہ کے مقاصد کے پورے ہونے کے دعا کرتا ہوں (ان کو) اپنی اولاد پر شفقت اور خاوند کی اطاعت ضروری ہے۔ اگر اس میں کوئی تکلیف ہو تو اسے بھی راحت سمجھنا چاہئے (ایضا ص ۳۸، مکتوب: ۳۱)

ایک دوسرے مکتوب کے اس جملہ سے خودداری اور بے طمعی صاف نمایاں ہے: ''میں چراغ کندہ نہیں کرا سکتا ہے۔ میں اس کی دکانداری نہیں کرتا ہوں۔ نقش البتہ تحریر کرسکتا ہوں آپ کندہ کرالیں۔ (ایضا، ص ۳۹)

حمایت حق اور اسی کی ترغیب دیتے ہوئے منشی مولیٰ بخش سیتا پور کو تحریر فرمایا:

''تمہاری حق کوشی سے بہت خوش ہوا۔ کسی کا ناحق حق لینا اچھا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تم کو مکان اچھا دے گا۔ (ایضاً، ص ۴۰)

مزید تفصیل کے لیے خود مجموعۂ مکاتیب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ یہ مجموعہ ایک سو چھیاسٹھ مکاتیب اور اٹھانوے صفحات پر مشتمل ہے جسے حضرت تاج العلما قدس سرہٗ نے مطبع صبح صادق پریس سیتا پور میں طبع کرا کے دار الاشاعت برکاتی خانقاہ برکاتیہ سے شائع کیا۔ اس پر سن اشاعت اور قیمت درج نہیں۔ عرس قاسمی مارہرہ مطہرہ ۱۹۹۷ء میں

اہل سنت کی آواز کے شمارے میں بھی اس کو شریک اشاعت رکھا گیا۔

☆کرامات ستھرے میاں قدس سرہٗ:

اس رسالہ مبارکہ کا علم طفیل احمد صدیقی ابوالقاسمی بدایونی علیہ الرحمہ کی تالیف ''برکات مارہرہ'' کے مطالعے سے ہوا۔ حضرت سید آل برکات ستھرے میاں قدس سرہٗ کا ذکر خیر کرتے ہوئے انہوں نے شاہ قاسم کے حوالے سے ایک روایت درج کی ہے جو ہمارے برکاتی اکابر کے فنافی اللہ ہونے کی کھلی شہادت ہے۔ وہ روایت بدایونی صاحب کے لفظوں میں ہی پیش کی جاتی ہے۔

''رسالۂ کرامات ستھرے میاں مولفہ حضرت سید شاہ محمد اسمٰعیل حسن صاحب قادری برکاتی مدظلہ میں تحریر ہے کہ آپ (ستھرے میاں) کے چھوٹے صاحبزادہ حضرت سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم صاحب قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ حضرت ستھرے صاحب قدس سرہٗ ہر وقت اپنی انگشت شہادت پر ایک پارچہ لپیٹے رہتے تھے۔ میں نے عرض کی کہ حضرت اپنی انگشت شہادت پر ہمیشہ پارچہ کیوں لپیٹے رہتے ہیں۔؟ حضرت نے فرمایا: کچھ نہیں۔ میں چونکہ خوردسال اور حضرت کا محبوب تھا، اس لیے خدمت والا میں کسی قدر شوخ بھی تھا۔ میں نے بے تکلف وہ پارچہ انگشت مبارک سے کھینچ لیا تو معلوم ہوا کہ حضرت کے ناخن مبارک پر خون سے لفظ اللہ لکھا تھا۔ میں نے حضرت سے دریافت کیا کہ یہ کیسے ہو گیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ جب ہر نماز میں یہ انگلی اشارہ اللہ تعالیٰ کی شہادت کا تشہد میں کرتی ہے پھر اگر اس پر اس قدر بھی اثر نہ آوے تو قلب پر کیسے اثر ہوگا۔ یہ فرما کر پارچہ اس انگلی پر پھر لپیٹ لیا۔'' (برکات مارہرہ، ص ۸۱)

مجدد برکاتیت:

حضرت خاتم الاسلاف سید شاہ محمد صادق قدس سرہٗ نے افراد خاندان کی علمی اور دینی تربیت کا جو سلسلہ از سر نو شروع کیا تھا، اس کی تکمیل آپ کے خلف و جانشین حضرت ابوالقاسم سید شاہ محمد اسماعیل حسن شاہ جی میاں قدس سرہ' کے دست مبارک سے ہوئی۔ حضرت والا نے اسلاف کی دیرینہ روایات تازہ رکھیں، افراد خاندان کے رشتے علم اور دین کے ساتھ مستحکم کیے، خاندانی تبرکات بہت ذمہ داری کے ساتھ اخلاف کے

حوالے کیے، عظیم الشان کتب خانے کو ضائع ہونے سے بچایا، حفظ قرآن کے توسط سے افرادِ خاندان میں تلاوت قرآن کا شغف عام کیا۔

حضرت کے صاحبزادے، نواسیاں اور نواسے حافظ قرآن تھے۔ خاندانی روایات اور واقعات کے تو آپ حافظ تھے۔ ''حیات اعلیٰ حضرت'' (تصنیف: ملک العلما شاہ محمد ظفر الدین قادری علیہ الرحمہ) میں آپ کے حوالے سے بہت سی روایات درج ہیں۔ آپ کے تعاون سے کئی حضرات نے برکاتی بزرگوں کے حالات رقم کیے۔ ان میں آپ کے مرید و خلیفہ مولوی طفیل احمد صدیقی بدایونی کی برکات مارہرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ انہیں نمایاں کارناموں کی بدولت آپ اکابر خاندان کے منظور نگاہ رہے اور ''مجدد برکاتیت'' کے ممتاز لقب سے سرفراز کیے گئے۔ حضرت تاج العلما رقم طراز ہیں:

''حضرت خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول قدس سرہٗ کے آخر عمر شریف میں بوجہ پیرانہ سالی وضعف قویٰ معذور ہو کر خانہ نشین ہو جانے کے بعد سے جو ہمارے خاندان پر ایک دور تاریکی و جہالت کا آغاز ہو گیا اور جس کے مصائب و اثرات سے بچنے کے لحاظ سے حضرت خاتم الاکابر نے حضرت نانا صاحب سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہما کو رسم مستمرہ خاندانی کے خلاف مارہرہ سے باہر رہنے کی اجازت دے دی اور جس نے بامتداد زمانہ یہ صورت پیدا کر لی تھی کہ ایک اجنبی ہماری روزمرہ کی معاشرت و اعمال و افعال سے ہمیں ایسے نامور اور برگزیدہ اسلاف کے اخلاف ماننے کے لیے مشکل سے تیار ہوتا تھا۔ اس دور تاریکی و جہالت میں علم و عمل کی روشنی حضرت قبلہ کی ذات گرامی نے پھیلائی۔ اپنے اعزہ و اقارب کو قولاً و عملاً تحصیل علم دین و تعمیل احکام شرع متین کی ترغیب دی، خود اپنے شوق دلی سے علم دین پڑھایا، لکھایا اور اپنے بزرگوں کے طریقہ پر چلانے میں جدوجہد خود براہ راست فرمائی نیز اپنے والد ماجد قدس سرہ کی مساعی اصلاح خاندان کے لیے قوت محرکہ کا کام دیا، بہتوں کو قرآن مجید حفظ کرایا۔ بہتوں کو علم دین پڑھایا اور پڑھوایا۔ اسی وجہ سے آپ کے بزرگ بڑے جو حیات ظاہری میں تھے اور جو پردہ فرما چکے تھے وہ بھی آپ پر مخصوص نوازشیں اور انعام و اکرام فرماتے۔''

(تاریخ خاندان برکات۔ ص ۶۰-۶۱)

تبرکات ذاتی:

خانقاہ برکاتیہ میں دو قسم کے تبرکات ہیں: مشترک اور ذاتی۔ تبرکات مشترکہ کی زیارت عرس قاسمی، عرس نوری اور عرس سیدی میں کرائی جاتی ہے جو برکاتی مسجد کی جنوبی الماری میں مقفل رہتے ہیں۔ ان کے تین تالوں کی چابیاں شاہ قاسم کے جانشین حضرت امین ملت، عرس نوری کے امین حضرت یحییٰ میاں اور عرس سیدی کے سجادہ نشین سرکار نظمی کی تحویل میں رہتی ہیں۔ ان مشترک تبرکات کی تفصیل یہ ہے:

۱- موئے مبارک حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم
۲- موئے مبارک امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ
۳- موئے مبارک امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالی عنہ
۴- موئے مبارک امام عالی مقام سیدنا حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالی عنہ
۵- موئے مبارک سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ
۶- نقش قدم شریف حضور رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
۷- نعل مبارک سرور دو جہاں سُرورِ انس و جاں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
۸- خرقۂ مبارکہ امیر المومنین شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ
۹- مہرہ سنگ مرتضوی جس سے اب بھی ریشم نکلتا ہے۔
۱۰- خشت فرش مزار مرتضوی
۱۱- پانچ مَنکے جو دربار غوثیت سے سیدنا بوعلی قلندر کے ذریعہ حضرت صاحب البرکات کو عنایت ہوئے۔ رضی اللہ تعالی عنہما
۱۲- کلاہ مبارک حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ مسمّٰی بہ تاج

سرکار کلاں اور سرکار خورد کی مختلف شاخوں میں اپنے اپنے ذاتی تبرکات بھی ہیں جن کے وہ بلا شرکت غیر، مالک ہوتے ہیں۔ اس ذیل میں سب سے زیادہ ذاتی تبرکات حضرت شاہ قاسم کی ذاتی ملکیت میں تھے جو انہیں وراثتاً والد ماجد سے ملے اور دوسرے خاندانی بزرگوں نے بھی آپ کی اہلیت، جذبۂ خدمت برکاتیت اور بے نفسی ملاحظہ کر کے عطا کیں۔ پوری تفصیل حضرت تاج العلما کے قلم فیض رقم سے ملاحظہ کیجیے:

''آپ کو اہل دیکھ کر آپ کے بزرگوں نے بہت سے تبرکات خاندانی اور نوادر اشیا آپ کو خود عطا فرمائے اور دوسروں سے دلوائے اور بحمد اللہ تعالیٰ اس وقت علاوہ اُن تبرکات مشترکہ سرکار کلاں کے جو مسجد سرکار کلاں میں مقفل ہیں اور جن کے آپ مشترکاً مالک و قابض و متولی ہیں، بہت سے تبرکات و دیگر نوادر خاندانی منفرداً حضرت کے قبضہ و ملکیت میں ہیں۔ از آنجملہ بسم اللہ شریف نوشتہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اکثر ملبوسات بزرگان خاندانی، اُن کی تسبیحیں وغیرہ، دستار غوثیہ جو حضور صاحب البرکات کو عطا فرمائی گئی تھی اُس کا ٹکڑا، ایک مَنکا جملہ سات منکوں خاندانی کے، مصنفات و محررات حضرت میر عبد الواحد و سید شاہ عبد الجلیل و سید شاہ اویس و سید شاہ برکت اللہ و سید شاہ آل محمد و سید شاہ حمزہ و سید شاہ آل احمد و سید شاہ آل برکات و سید شاہ حقانی و سید شاہ آل رسول و سید شاہ اولا درسول و سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم و سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب و دیگر بزرگان کرام قدست اسرارہم خاص انہیں حضرات کے دست و قلم مبارک کے تحریر فرمودہ، وظفر تکیہ جن کو بزرگان خاندانی زمانہ قدیم سے بغل میں لگا کر اوراد و وظائف پڑھتے اور قیلولہ فرماتے تھے، چوب دستی حضرت میر اویس و دوات خاص حضور اچھے میاں صاحب قدس سرہ، مسند حضرت سید شاہ آل محمد و سیلی حضور شاہ حمزہ قدس سرہما اور وہ اصل اسناد و اجازات جو حضرت شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی اور حضرت شاہ مولانا عبد القادر صاحب داغستانی خلیفہ حضور ابو الفضل قدس سرہٗ سے حضرت سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہ کو ملیں اور بہت سے اکابر کے دستخطی خلافت نامے اور ان کے علاوہ بہت سے تبرکات ہیں۔''

(تاریخ خاندان برکات، ص ۶۱-۶۲)

عرس قاسمی:

حضرت شاہ قاسم کے زمانے میں اعراس دو طرز کے منعقد ہوتے تھے: مشترک اور منفرد۔ مشترک اعراس عرس کمیٹی کے زیر اہتمام منعقد ہوتے جس کے ممبران میں صاحب عرس سید شاہ ابو القاسم محمد اسمٰعیل حسن، سید شاہ مہدی حسن، سید شاہ محمد حامد حسن، سید شاہ محمد علی احسن معروف بہ احسن مارہروی سرکار خورد اور ان کے چچازاد

برادران شامل تھے۔ عرس کمیٹی درج ذیل بزرگوں کے اعراس طیبہ ان کی تاریخ وصال پر منعقد کرتی:

۱- سید الواہلین میر سید عبدالجلیل چشتی بلگرامی مارہروی جدامجد حضرت صاحب البرکات

۲- سید الراحمین میر سید شاہ اویس بلگرامی والد ماجد حضور صاحب البرکات

۳- سلطان العاشقین صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ عشقی پیمی مارہروی

۴- برہان الموحدین سید شاہ آل محمد ولد حضرت صاحب البرکات

۵- اسد العارفین سید شاہ محمد حمزہ عینی نبیرۂ صاحب البرکات

۶- سید شاہ محمد حقانی برادر خورد حضرت شاہ حمزہ

۷- مظہر غوثیت مآب شمس العارفین ابوالفضل شمس الدین آل احمد اچھے میاں

۸- سید الواصلین سید شاہ آل برکات ستھرے میاں قدست اسرارہم

منفرد اعراس میں تین عرس حضرت شاہ قاسم اپنے ذاتی اہتمام سے منعقد فرماتے:

۱- والد ماجد خاتم الاسلاف سید شاہ محمد صادق بتاریخ ۲۴ر شوال المکرّم

۲- عم محترم سید محمد جعفر

۳- جدامجد سید العابدین سید شاہ اولا درسول احمدی قدست اسرارہم۔ مشترک عرس کے علاوہ ۱۷ر محرم الحرام کو حضرت صاحب البرکات کا عرس مبارک بھی حضرت شاہ قاسم اپنے برتے پر بہت تزک واحتشام کے ساتھ منعقد کرتے۔

صاحب عرس حضرت ابوالقاسم سید شاہ محمد اسمٰعیل حسن قادری برکاتی قدس سرہٗ کا وصال مبارک یکم صفر ۱۳۴۷ھ کو مارہرہ شریف میں ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد عرس قاسمی کا اہتمام آپ کے چھوٹے شاہزادے تاج العلما سید شاہ اولا درسول محمد میاں قدس سرہٗ ابتداء حضرت کی تاریخِ وصال پر منعقد کرتے رہے پھر یہ عرس ۲۰ر تا ۲۳ر صفر کی تاریخوں میں بوجوہ منتقل ہوگیا جو حضرت تاج العلما کی پھوپھی صاحبہ کی تاریخ وصال تھی۔ یہ عرس چار دن کا ہوتا۔ ۷ر فروری ۱۹۵۶ء/ ۱۳۷۵ھ بعد نماز عشا ۸ر بج کر ۴۸ر منٹ پر تاج العلما وصال فرما گئے۔ آپ کے وصال کے بعد سجادگی، عرس قاسمی کے انعقاد کی ذمہ داری اور جملہ جائداد موقوفہ کے حقوق تولیت حضرت احسن العلما کے سپرد ہوئے اور تاج العلما کے عرس چہلم میں آپ کو باضابطہ سجادہ نشین بنایا گیا جس کا اعلان

تاج العلما اور شاہ قاسم اپنی حیات مبارکہ میں فرما چکے تھے۔ رسم سجادگی کی تفصیل گذر چکی ہے۔ ۲۸؍سال تاج العلما نے عرس قاسمی اپنے اہتمام سے منعقد کیا اور احسن العلما نے چالیس سال اور اس شان سے کہ خاندانی روایات پر ذرہ برابر بھی آنچ نہ آنے دی بلکہ ہر لحظہ ان کی رونقوں میں اضافہ فرمایا۔ خوب فرمایا شرفِ ملّت دام ظلہ، نے

سید نے اور حسن نے سینچا تھا اپنے خوں سے
گلزارِ شاہ قاسم یوں ہی نہیں کھلا ہے

حضرت احسن العلما کے عہدِ سجادگی میں عرسِ قاسمی نے خوب فروغ پایا۔ حضرت نے عرس قاسمی کو موسم کی سازگاری کے حساب سے منعقد کرنے کی طرح ڈالی۔ اپنے زیر اہتمام سب سے پہلے عرس قاسمی منعقدہ ۱۳۷۶ھ کے لئے آپ نے ایک اشتہار شائع فرمایا کہ حضرت شاہ قاسم کا عرس مبارک پہلے ہی سے تاریخ وصال سے علیحدہ تاریخوں میں منعقد ہو رہا ہے لیکن وہ تاریخیں اب گردش کرکے برسات کے موسم میں آگئی ہیں جو اس طرح کی محافل کے انعقاد کے لئے سازگار نہیں ہوتا۔ اس لئے جب تک سازگار موسم میں تاریخیں نہیں آجاتیں، عرس قاسمی شریف کا انعقاد ۲۱؍تا ۲۴؍جمادی الآخرۃ ہوا کرے گا۔ ہاں! تاریخ وصال پر فاتحہ خوانی کا اہتمام ضرور فرماتے۔ حضرت احسن العلما کا یہ حسنِ تدبر تھا جس کی برکتیں آج سارا عالم مشاہدہ کر رہا ہے۔ حضرت کے زمانے میں عرس قاسمی ابتداءً چار دن کا ہوتا۔ پہلے دن چادر، دوسرے دن گاگر یہ دونوں مراسم بعد نماز مغرب ادا ہوتے، تیسری شب خرقہ پوشی ہوتی اور یہ رات خطیب اعظم سید العلما سند الحکما مفتی حکیم سید آل مصطفےٰ قادری برکاتی قدس سرہٗ کی پرشکوہ خطابت سے آباد رہتی۔ یکم جولائی ۱۹۷۴ء کو حضرت سید العلما کے وصال کے بعد قل کا وقت حضرت احسن العلما نے استاذی الکریم شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کی خطابت کے لئے متعین فرما دیا تھا اور چوتھے دن ایک بجے دن میں زیارت ہوتی باقی معمولات حسبِ سابق رہتے یعنی بعد نماز فجر حلقۂ قادریہ پھر ۸؍بجے دن سے ایک بجے دن تک علمائے کرام و شعرائے اسلام کی تقاریر اور نعت خوانی کا سلسلہ جاری رہتا۔ یونہی بعد نماز عشا میلاد النبی کا جلسہ تینوں دن منعقد ہوتا۔

حضرت احسن العلما سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن قادری برکاتی قدس سرہٗ نے

اپنے مرضِ وصال میں فرمایا تھا کہ اس مرتبہ سے عرس قاسمی تین دن کا ہوا کرے گا۔ حسن اتفاق کہ حضرت احسن العلما کا چہلم بھی عرس قاسمی شریف کے ساتھ منسلک ہوگیا جس کی بنا پر ۱۹۹۵ء کا عرس قاسمی چار دن پر مشتمل تھا۔ پہلے عرس چہلم اور سجادہ نشینی کی رسم ادا ہوئی باقی تین دنوں میں عرس قاسمی کی تقریبات۔

اب عرسِ قاسمی کی تقریبات بھی موسم کی راحت کا خیال کرتے ہوئے الگ تاریخوں میں منعقد ہوتی ہیں جس کا بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ زائرین کو زحمتیں کم ہوتی ہیں اوران محافل کے انعقاد کا مقصد زیادہ احسن طریقے سے پورا ہوتا ہے۔

عرسِ قاسمی کی تقریبات کا آغاز جمعہ کے دن بعد نماز فجر حلقۂ ذکر قادریہ سے ہوتا ہے اور اختتام اتوار کی دوپہر کو زیارت تبرکات مشترکہ کے ذریعہ۔

جمعہ کی تقریبات: بعد نماز فجر حلقۂ ذکر قادریہ اور قرآن خوانی۔ ساڑھے آٹھ بجے دن میں جلسۂ میلاد جس میں ابتداءً نصیر پور غوثو کے میلاد خواں روایتی انداز میں میلاد شریف پڑھتے ہیں پھر علمائے کرام کی تقریریں ہوتی ہیں اور شعرائے اسلام نعت خوانی کا شرف حاصل کرتے ہیں اور مشائخ قادریہ برکاتیہ کی شان میں گلہائے مناقب نذر کرتے ہیں۔ اس محفل میں تقاریر، نعت اور مناقب کے علاوہ دارالاشاعت برکاتی، خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتابوں اور خانقاہ برکاتیہ کے ترجمان سالانہ جرنل ''اہل سنت کی آواز'' کی رسم اجرا بھی ادا ہوتی ہے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد زائرین ماحضر تناول کرتے ہیں۔

بعد نماز عشا نعتیہ اور منقبتی مشاعرہ ہوتا ہے جس میں جید شعرائے کرام نعت ومناقب پیش کرتے ہیں۔ یہ ایک مقابلہ جاتی مشاعرہ ہوتا ہے۔ افراد خاندان برکات کے علاوہ جو شعرائے کرام شریک مشاعرہ ہوتے ہیں، جج صاحبان ان میں بہترین نعت گو شاعر کو سید العلما ٹرافی تفویض کرتے ہیں اور بہترین منقبت کہنے والے فرد کو احسن العلما ٹرافی۔ ان کے علاوہ ہر شاعر کی خدمت میں ترغیبی انعامات بھی پیش کئے جاتے ہیں۔

سنیچر کی تقریبات: بعد نمازِ فجر حلقۂ ذکر قادریہ اور قرآن خوانی۔ ساڑھے آٹھ بجے دن سے اجلاس عام۔ دو ڈھائی بجے دن تک یہ برکاتی محفل رنگ ونور اور روحانیت کے خزانے لٹاتی ہے پھر زائرین نماز کی ادائیگی اور تناول ماحضر سے فراغت کے بعد آرام

کرتے ہیں۔ بعد نماز مغرب چادر اور گاگر کا جلوس نکلتا ہے جس کی تیاری نماز عصر کے بعد ہی شروع ہو جاتی ہے۔ بعد نماز مغرب خانقاہ معلیٰ سے چادر اور گاگر کا جلوس اراکین خاندان کی قیادت میں روانہ ہوتا ہے اور درگاہ بڑے پیر سید الواالہین میر سید عبدالجلیل چشتی بلگرامی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضری دیتا ہے۔ تقریباً آدھا گھنٹہ وہاں نعت خوانی اور فاتحہ خوانی کے بعد قصبہ مارہرہ کے متعین راستوں سے ہوتا ہوا درگاہ برکاتیہ واپس ہوتا ہے۔ راستے میں ڈاکٹر ایوب حسن قادری برکاتی مرحوم و منشی کریم بخش پیکار مرحوم مریدان خاص حضرت شاہ قاسم اور حافظ شریف احمد برکاتی کے دولت کدوں پر مختصراً قیام ہوتا ہے اور وہاں نعت خوانی اور ضیافت کا اہتمام رہتا ہے۔ نو بجے خانقاہ معلیٰ میں لوٹ کر جلوس صاحبِ سجادہ کو سلامی دیتا ہے پھر چادریں، مزارات طیبہ پر پیش کر دی جاتی ہیں۔ ساڑھے نو بجے خرقہ پوشی کی رسم ادا ہوتی ہے۔ حویلی سجادگی کی سہ دری کے پاس صاحب سجادہ تشریف رکھتے ہیں جہاں نعت و منقبت پڑھی جاتی ہے۔ کچھ دیر کے بعد صاحب سجادہ سہ دری کے اندر پس پردہ تشریف لے جاتے ہیں جہاں اراکین خاندان انہیں ملبوسات بزرگاں زیب تن کراتے ہیں پھر صاحبِ سجادہ حویلی سے باہر تشریف لاتے ہیں اور پھر سارا کروفر، جاہ و جلال، چمک دمک اسم ذات نور ''اللہ'' کے جلال میں گم ہو جاتا ہے۔ ہر فرد اللہ' کا نعرہ بلند کرتا ہے۔ مضبوط ہاتھوں کے حصار میں صاحب سجادہ درگاہِ برکاتیہ تک تشریف لاتے ہیں۔ سارا مجمع ''اللہ'' کا نعرہ بلند کر رہا ہوتا ہے۔ درگاہ معلیٰ کے بیرونی چبوترے پر دم لینے کے لئے تھوڑی دیر ٹھہرتے ہیں جہاں درگاہ کا خادم گلابوں کا ہار پیش کرتا ہے پھر مجمع باہر ہی رک جاتا ہے اور صاحبِ سجادہ صاحبِ عرس کے روضے میں جاکر مراقبہ کرتے ہیں، فاتحہ خوانی کرتے ہیں اور سارے عالم اسلام کی فلاح و بہبود کے لئے صاحب عرس کے وسیلے سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں۔ پھر تاج العلما اور احسن العلما کے مزارات طیبات پر حاضری دینے کے بعد جلسہ گاہ میں تشریف لے جاتے ہیں۔ حاضرین دست بوسی اور نذر پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ پھر حسبِ سابق اجلاس تقاریر، محامد رسول اور مناقب اولیا سے معمور روحانی برکتیں لٹاتا رہتا ہے۔

اتوار کی تقریبات: روضۂ حضور صاحب البرکات میں بعد نماز فجر حلقۂ ذکر قادریہ اور

قرآن خوانی کا اہتمام ہوتا ہے۔ پھر ساڑھے آٹھ بجے جلسے کا آغاز ہو جاتا ہے۔عرس کی یہ پانچویں اور آخری محفل ہوتی ہے۔رش بہت ہوتا ہے۔۲ ربجے تک تقاریر ومناقب اور ترسیل پیغامات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔جلسہ کے اختتام کے بعد آثار متبرکہ کی زیارت ہوتی ہے۔اراکین خاندان صاحب سجادہ کے ساتھ مسجد برکاتی میں تشریف لے جاتے ہیں اور وہاں سے آثار متبرکہ نکال کر درگاہ برکاتیہ میں حاضر ہوتے ہیں۔اس دوران مجمع اپنی جگہ موجود رہتا ہے اور کھڑے ہو کر درود وسلام کا بلند آواز سے ورد جاری رکھتا ہے۔ افراد خاندان الگ الگ تبرکات کو مبارک ہاتھوں میں لے کر مجمع کی صفوں میں بنفس نفیس تشریف لے جاتے ہیں اور زائرین چشم سر سے آثار نبوت کی زیارت کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔زیارت کے اختتام کے بعد عرس کی تقریبات مکمل ہو جاتی ہیں اور زائرین اپنا اپنا دامن گلہائے مراد سے بھر کر اپنے اپنے وطن کو لوٹ جاتے ہیں۔

تاج العلما سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی قدس سرہٗ

چادرِ گل

آج کس شان سے آئی ہے یہ پیاری چادر
نور برساتی ہے کیسا یہ تمہاری چادر
کیوں نہ کھل جائیں اسے دیکھ کے دل کے غنچے
لائی ہے دوش پہ خود بادِ بہاری چادر
غلغلہ نعت کا برپا ہے تو ہے حمد کا شور
آج کس دھوم سے اُٹھی ہے تمہاری چادر
اس کا سایہ نہ لیں کیوں سر پہ عقیدت والے
سایۂ رحمتِ باری ہے یہ پیاری چادر
ہو ردائے نبوی سایہ کُناں اس پہ ہمیش
اور رہے سایہ کُناں ہم پہ تمہاری چادر
چادرِ گل ہے کہ ہے باغ میں جنت کے کھلی
گلشن قدس کے پھولوں کی کیاری چادر
مست بوجھوم کے ہوتی ہے ہزار اس پہ نثار
ایسی خوشبو سے مہکتی ہے یہ ساری چادر
بات جب ہے کہ فقیر آئے اُدھر سے یہ صدا
لو پسند آئی ہمیں بھی یہ تمہاری چادر

☆☆☆

سید العلما سند الحکما مفتی سید شاہ آل مصطفےٰ قادری برکاتی قدس سرہٗ

دیدار شاہِ قاسم

کانوں میں آرہے ہیں اذکارِ شاہ قاسم
دل میں سما رہے ہیں انوار شاہ قاسم
دریا دلی سے ساقی سب کو پلا رہا ہے
پی پی کے جھومتے ہیں میخوارِ شاہِ قاسم
حسرت ہمارے دل کی ارماں ہمارے دل کا
دیدارِ شاہِ قاسم ، دیدارِ شاہِ قاسم
بغداد کا نمونہ مارہرہ بن گیا ہے
اجمیر کی فضا ہے دربارِ شاہ قاسم
اے جذبۂ محبت تیری ادا کے صدقے
ہر شے میں جلوہ گر ہے رُخسارِ شاہِ قاسم
کیسی ہی گردشیں ہوں اس آسماں کی لیکن
شاداب ہی رہے گا گلزارِ شاہ قاسم
گل چاک پیرہن ہیں اُن کی مفارقت میں
نرگس کو دیکھتا ہوں بیمارِ شاہ قاسم
آنکھوں میں یاالٰہی مازاغ کا ہو سرمہ
جس وقت ہو میسر دیدارِ شاہ قاسم
اے کاش ہو ہمیشہ پیشِ نظر ہمارے
رفتارِ شاہِ قاسم گفتارِ شاہ قاسم
ہم بھی ہوں راہ پیما نقشِ قدم پہ اُن کے
اطوار ہوں ہمارے اطوارِ شاہِ قاسم

مجھ کو بھی کوئی ساغراو جام دینے والے
میں بھی ہوں ایک رندِ میخوارِ شاہِ قاسم
سایہ رہے سروں پر قاسم کے جانشیں کا
کھلتے رہیں دلوں پر اسرارِ شاہِ قاسم
بڑھنے لگی جو وقعت نظروں میں کل جہاں کی
جلنے لگے حسد سے اغیارِ شاہِ قاسم
حشمت علی سے قائم عزت ہے سنیوں کی
رکھتے ہیں وہ بھی لب پر اقرار شاہِ قاسم
ایوب قادری پر مرشد کی تھی عنایت
ظاہر ہیں اُن پہ اب بھی انوارِ شاہ قاسم
سید بھی اک گدا ہے قاسم تمہارے در کا
اس کو بھی کچھ عطا ہو سرکار شاہِ قاسم

احسن العلما سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن قادری برکاتی ابوالقاسمی قدس سرہٗ

قادری جام

یہ گاگر ہے حاجی میاں باخدا کی — نبی کے دُلارے شہِ باصفا کی
یہاں آ کے دیکھو ذرا قاسمی رنگ — یہ گاگر ہے قاسم میاں باضیا کی
ہمارے جو ہیں دین و دنیا کے رہبر — یہ گاگر ہے اُن رہبر حق نما کی
سکھاتے ہیں اعدائے دیں سے عداوت — یہ گاگر ہے اُن عاشق مصطفےٰ کی
بتاتے ہیں اسرارِ شرع وطریقت — یہ گاگر ہے اُن مرشدِ حق نما کی
جو علم و عمل میں ہیں فخر اماثل — یہ گاگر ہے اُن قدوۃ الاولیا کی
ہے مارہرہ فردوس جن کے قدم سے — یہ گاگر ہے اُن سید الاتقیا کی
وہ سنت کے حامی وہ بدعت کے ماحی — یہ گاگر ہے اُن مہدیٔ باخدا کی
ہیں مارہرہ میں آج بغدادی جلوے — یہ گاگر ہے شہدائے غوث الوارا کی
چلو میکشو! قادری جام پی لو — لگی ہے سبیل آج قاسم پیا کی
وہ ہیں جن سے اعداء دیں غیظ کھاتے — یہ گاگر ہے اُن نائبِ مصطفےٰ کی
سیادت یہ جن کے گواہی علی کی — یہ گاگر ہے اُن ابن شیر خدا کی
وہ جن کے عدو پر ہے قہر الٰہی — محبّوں پہ دائم ہے رحمت خدا کی
دعا ہے یہ گاگر کے صدقہ میں یارب — کہ ہم سب پہ بارش ہو تیری عطا کی
ہیں حاضر یہاں جتنے بھی اہلِ سنت — ہمیشہ ہو اُن سب پہ رحمت خدا کی
نظر آتا ہے ڈوبتا اپنا بیڑا — مدد پہنچے لِلّٰہ! اب ناخدا کی
ہے برکاتی ساگر تو بغدادی ساغر — شراب اس میں حُبّ حبیب خدا کی
تمنا ہے وقتِ اجل یہ خدایا — کہ ہم کو زیارت ہو غوث الورا کی

حسن ایک ادنیٰ سگِ قاسمی ہے
رہے تا ابد اس پہ رحمت خدا کی

سید ملت سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی

جشنِ عرس قاسمی

یہ جشن عرس قاسمی نعمت خدا کی ہے
یہ بزمِ نور ظلّ الہ مصطفیٰ کی ہے
مارہرہ پر نہ کیوں شہ جیلاں کا رنگ ہو
جاگیر یہ ہمیشہ سے غوث الوریٰ کی ہے
مارہرہ منسلک ہے مدینہ کی میم سے
نورانیت یہاں اسی نورِ خدا کی ہے
صہبائے چشتیت سے ہے مارہرہ مست مست
اس پر نظر ہمیشہ سے خواجہ پیا کی ہے
مارہرہ پر یہ فضل ہے آل رسول کا
تقریب کوئی سی بھی ہو، احمد رضا کی ہے
مسند نشیں ہے پیر، سخاوت ہے جوش پر
برکاتیو بڑھو کہ یہ ساعت عطا کی ہے
نظمی تمہیں نسب پہ نہ کیوں اپنے ناز ہو
خوشبو تمہارے خوں میں اسی کربلا کی ہے

شرف ملت سید محمد اشرف قادری برکاتی

مجددِ برکاتیت

فطرت میں ان کی چارہ گری انتہا کی ہے
تاثیر ان کے کوچے میں خاکِ شفا کی ہے
دیکھو اڑا کے نکہت بغداد لائی ہے
کچھ آج بدلی بدلی سی صورت ہوا کی ہے
اک نور ہے مجددِ برکاتیت کا عرس
یہ روشنی تو شادی قاسم پیا کی ہے
حب نبی کے ساتھ شریعت کا پاس ہے
ان مجلسوں پہ خاص یہ رحمت خدا کی ہے
حضرت حسنؔ کا نام لیا منقبت لکھی
شعروں میں میرے خوشبو اسی خوش ادا کی ہے
یوں تین دن کے واسطے گھر چھوڑتا ہے کون
سچ پوچھیے تو بات خلوص و وفا کی ہے
سب عالموں کے تاج جو تھے میرے پیر تھے
مسلک میں چاشنی اسی شیریں نوا کی ہے
سید حسنؔ کے بعد ہیں سجادے پر امینؔ
اور ان کے دم قدم سے ہی رونق فضا کی ہے
سیدؔ نجیب کتنے ہیں خوش کام و خوش مزاج
اور ہاتھ میں کشادگی شاہِ سخا کی ہے
ہر سال بڑھتا جاتا ہے دل کا جنونِ شوق
یہ جشنِ عرس قاسمی رحمت خدا کی ہے

شرفِ ملت سید محمد اشرفؔ قادری برکاتی

گلزارِ شاہِ قاسم

سب اُس سے ڈر رہے ہیں، سب اُس پہ جی رہے ہیں
انکارِ شاہِ قاسم، اقرارِ شاہِ قاسم
سب چومتے ہیں آ کر دستِ امینِ ملت
خوشبو لٹا رہا ہے عطارِ شاہِ قاسم
ببّاؔ میاں سے لے کر حضرت حسنؔ میاں تک
پھولا پھلا رہا ہے گلزارِ شاہِ قاسم
افضل میاں، امین و سید نجیب حیدر
پھولا پھلا رہے گا گلزارِ شاہِ قاسم
اچھے ہوئے پہ جانے کیا رنگ ہوگا اس کا
مردے جلا رہا ہے بیمارِ شاہِ قاسم
برکاتیت میں جس نے اک تازہ روح پھونکی
وہ مردِ خانداں تھا سرکارِ شاہِ قاسم

ڈاکٹر ایوب حسن قادری برکاتی ابوالقاسمی

پرنور مقدر

مجھے دیکھو میرا مقدر تو دیکھو — یہ چادر تو دیکھو مرا سر تو دیکھو
مرے سر پہ مرشد کی چادر تو دیکھو — عجب اس کے جلوے ہیں بڑھ کر تو دیکھو
منور ہیں دیوار و در آج سارے — ذرا گھر سے باہر نکل کر تو دیکھو
غلاموں کا میلہ ہے در پر خدارا — نگاہ عنایت سے دم بھر تو دیکھو
جو آلِ نبی اور ابن علی ہیں — ذرا اُن کی چادر کا منظر تو دیکھو
دکھائے گی جا کر وہاں خاص جلوے — یہ جس در کی ہے جا کر وہ در تو دیکھو
اِدھر آؤ! حلقہ بگوشو! کہاں ہو — یہ آلِ پیمبر کی چادر تو دیکھو
نہیں پھرتا اس در سے محروم کوئی — یہاں آزما کر مقدر تو دیکھو
ابھی سارے اُٹھ جائیں غفلت کے پردے — یہ آنکھوں سے چادر لگا کر تو دیکھو
چلو! آج میخانۂ قادری پر — ذرا قاسمی جام پی کر تو دیکھو
مصیبت میں ایوبؔ کس کو پکارے — تمہیں بندہ پرور نظر بھر تو دیکھو

ڈاکٹر ایوب حسن قادری برکاتی ابوالقاسمی علیہ الرحمہ

پی ملَن

ابھی تک نہ آئی لگن، پی ملن کی — پیا بن پھرت ہوں بیاکل وِتن کی
تو پھر آسرا درشنوں کا ہو کیسے — سکھی جب نہ آئی ہو پاتی سجن کی
پتہ ہی چلا اور نہ کچھ کھوج پایا — میں پھرتی رہی بن کے باسی بَنن کی
نہ بھاوے پپیہا مجھے اور نہ کوئل — میں متوالی اپنے پیا کے بچن کی
دَرَس اپنا سپنے ہی میں تو دکھا دے — میں جیوت ہوں آشا میں بس اس ملن کی
مری ناؤاب ڈگمگانے لگی ہے — دُہائی ہے تجھ کو پیا! پنجتن کی
تُلا وان ہو جب کہ پاپ اور پُن کا — مجھے آس ہے ایک تیرے شرن کی
ہے ایوبؔ کی بس یہی ایک بنتی — نہ دھرتی کی چاہت ہے اُس کو نہ دھن کی

مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ

حُلَّۂ قاسمی

صبا! دھوم کیسی یہ گھر گھر مچی ہے   یہ کیسی مسرت ہے کیسی خوشی ہے
یہ کس مردِ حق بیں سے ملنے چلی ہے   یہ کس کے لیے آج دولہن بنی ہے
کہ چادر بڑی کرو فر سے اٹھی ہے

کہیں رضویوں کی دُرافشانیاں ہیں   کہیں نوریوں کی درخشانیاں ہیں
کہیں قاسموں کی تابانیاں ہیں   غرض ہر طرف طُرفہ سامانیاں ہیں
کہ عرس ابوالقاسمِ احمدی ہے

لگاکر حنائے گلستانِ قاسم   چڑھا کر مئے جامِ عرفانِ قاسم
سنگھاتی ہوئی بوئے بستان قاسم   دکھاتی ہوئی رنگِ دامانِ قاسم
نسیم سحرمست ہوکر چلی ہے

سماں کیا ہے رحمت کا آکر تو دیکھو   نگاہِ بصیرت اٹھاکر تو دیکھو
نزولِ ملائک کا منظر تو دیکھو   ذرا شاہِ قاسم کی چادر تو دیکھو
جلو میں یہ کس کس کو لے کر بڑھی ہے

کبھی شکوۂ جور و بیداد کرنا   کبھی حق تعالیٰ سے فریاد کرنا
کبھی ذکرِ سرکارِ بغداد کرنا   کبھی یا علی کہہ کے دل شاد کرنا
کبھی جوش میں نعرۂ یا نبی ہے

مئے جامِ وحدت پئیں اور پلائیں   محبت کے نغمے سنیں اور سنائیں
ارادت کی آنکھوں سے اس کو لگائیں   چلو! کچھ عقیدت کے موتی چڑھائیں
یہ چادر نہیں حُلّۂ قاسمی ہے

زمیں پر پہنچنے لگے ماہ پارے   اُترنے لگے آسماں سے ستارے
درِ شاہ قاسم پہ ہیں جمع سارے   نقیبوں کا ہے شور غم ہوں کنارے
کہ رحمت یہاں بوندیاں بانٹتی ہے

کسی کی خوشامد نہ در کار ہوگی   وہی چشم الطافِ سرکار ہوگی
گناہوں کی میرے خریدار ہوگی   یقیں ہے کہ رحمت طرفدار ہوگی
کہ محشر میں حامی مراشاہ جی ہے

بہت ہوچکی شرم و غیرت کی خواری   بہت لے چکے لطفِ بادِ بہاری
بہت کر چکے جام و مینا سے یاری   مسلمانو! کب تک یہ غفلت شعاری
خدا را اُٹھو! اب سحر ہوچکی ہے

وہ کرتے ہی کیا رنج وغم کا مداوا   تمہیں لیڈروں نے تو اور مارڈالا
نہ تہذیبِ یورپ نے تم کو سنوارا   مرے دوستو! یہ تو سوچو خدارا
مصیبت یہ کیوں آکے تم پر پڑی ہے

دکھا دو زمانے کو دینی حمیت   وگرنہ ہوا خونِ ناموسِ ملت
بڑھو آگے! زیرِ لوائے شریعت   کھلی ہے ابھی شاہراہِ حقیقت
چلے آؤ! رحمت ابھی بٹ رہی ہے

طواغیتِ کثرت کو ڈھاتی ہے چادر   جماعت کے معنیٰ بتاتی ہے چادر
عزیزو! مسلماں بناتی ہے چادر   تمہیں راہ عرفاں دکھاتی ہے چادر
اسی راہ میں راحتِ سرمدی ہے

خود اپنے جنوں کا نظارا کریں گے   تماشائی بن کر تما شا کریں گے
خدا جانے کیا ہوگا، کیا کیا کریں گے   خلیلؔ ایک دن قصد پورا کریں گے
مدینے چلیں گے، اگر زندگی ہے

منشی شبیر علی قادری برکاتی دردؔ مارہروی علیہ الرحمہ

طور کا منظر

کھولے ہیں سحر نے ابھی گیسوئے معنبر وہ جاگ اُٹھ خواب سے شہزادۂ خاور
ہر ذرہ مجلّی ہے ہر اک چیز منور گل پوش بہاریں ہیں گلی کوچہ معطر
ہے روحِ چمن حاجی میاں آپ کی چادر

مچلی ہوئی تنویر ہے مشرق کی جبیں پر اُتری ہوئی کرنیں ہیں بتدریج زمیں پر
انوار برستے ہیں ہر اک خاک نشیں پر چادر یہ چڑھی کون سے تربت کے مکیں پر
یا آئی ہے یہ حاجی میاں آپ کی چادر

ہنستی ہوئی گردوں سے اُتر آئیں ضیائیں بشاش نظر آتی ہیں مخمور فضائیں
دم توڑ چکیں ہانپ کے بیباک دعائیں اے مانگنے والو! چلو مانگو تو دعائیں
آتی ہے مرے حاجی میاں آپ کی چادر

بے چین ستارے ہیں تو بے تاب جگر بھی شاداب نظارے ہیں تو مسرور نظر بھی
ہے اچھے میاں آج تو وا آپ کا در بھی قسمت سے یہ موجود ہے سودائی کا سر بھی
جس سر پہ ہے یہ حاجی میاں آپ کی چادر

ہے جلوۂ نوریؔ سے ہر اک شخص منور اللہ رے یہ فیضِ درِ گنجینۂ حیدر
اے دردؔ! یہی سوچتا رہتا ہوں میں اکثر یہ منظرِ تقدیس ہے یا طور کا منظر
یا ہے یہ مرے حاجی میاں آپ کی چادر

حسان الہند بیکلؔ اتساہی

عقیدت کا گلستاں

ہر سمت صاف ستھری مہکی ہوئی ہوا ہے ہر پہلو نور و نکہت کے رنگ میں فضا ہے
خوشبو ہے چاندنی ہے ماحول دلرُبا ہے ہر اک دکاں کی زینت آرائش وفا ہے
قاسم میاں کے در پر میلہ لگا ہوا ہے

ذرّوں کو چومتے ہیں سب مہر و ماہ و انجم ہے گنگناتی گلیوں میں شام کا تبسّم
ہونٹوں پہ قہقہوں کے ہے دلکشا ترنم ہر چہرے پر عقیدت کا گلستاں کھلا ہے
قاسم میاں کے در پر میلہ لگا ہوا ہے

عشق محمدی کا لہرا رہا ہے پرچم غوث الوریٰ کی نسبت کا نور برسے جھم جھم
انوار قادریت میں تر بہ تر ہے عالم نعت رسول اکرم ﷺ ہر اک کا مدعا ہے
قاسم میاں کے در پر میلہ لگا ہوا ہے

ہے پیچ نوری نوری احساس کی پتنگیں فیضان کی طلب میں وشواس کی ترنگیں
منت کی سرخوشی میں ہر آس کی امنگیں شاہنشہی کی دھج میں مسرور ہر گدا ہے
قاسم میاں کے در پر میلہ لگا ہوا ہے

ذکر خفی میں کوئی بیٹھا ہے سر جھکائے یا غوث المدد کے عرفان میں نہائے
ہے ضرب حق سے دل میں کون و مکاں چھپائے محبوب کے نگر میں دیوانہ کھو گیا ہے
قاسم میاں کے در پر میلہ لگا ہوا ہے

ہر سمت چاریاری جھنڈے گڑے ہوئے ہیں　　میلاں میں رحمتوں کے جھولے پڑے ہوئے ہیں
بغدادی قاعدے کے بچے کھڑے ہوئے ہیں　　کرنوں سے چاند اتر کر جھولے جھلا رہا ہے
قاسم میاں کے در پر میلہ لگا ہوا ہے

وہ بھیڑ ہے کہ واللہ پڑھنا پڑے پہاڑا　　بٹتا ہے سلسلے سے عشقِ نبی کا باڑا
اک قاسمی نے بڑھ کر شیطان کو پچھاڑا　　اوندھا ہوا منافق منکر مرا پڑا ہے
قاسم میاں کے در پر میلہ لگا ہوا ہے

برکاتی میکدہ ہے اور قادری سبو ہے　　خوش قسمتی سے ساقی رندوں کے روبرو ہے
قدموں پہ سر جھکانا بیکل کی آبرو ہے　　فیضِ رضا کی منزل پہ نوری سلسلہ ہے
قاسم میاں کے در پر میلہ لگا ہوا ہے

پروفیسر ابوالحسنات حقی

دربار قاسم

پہنچ جاؤں گا خوشبو بن کے میں گلزارِ قاسم میں
بہاریں راستہ دیتی نہیں دربارِ قاسم میں

تماشا ہے کہ بکنے پر بھی میرا نرخ بالا ہے
تمنا ہے کہ میں بکتا رہوں بازارِ قاسم میں

سنا تم نے بھی ہوگا ''کر بھلا تیرا بھلا ہوگا''
میں اپنی بات کرتا ہی نہیں دربارِ قاسم میں

تو پھر اعلان کردوں گا کہ ہے سارا جہاں میرا
اگر پا جاؤں تھوڑی سی جگہ معیارِ قاسم میں

تمنا ہے کبھی اس پار سے اس پار بھی دیکھوں
مگر آئینہ بن جاؤں کفِ دیوارِ قاسم میں

خذف ریزے بھی راہ یار کے کچھ کم نہیں ہوتے
مجھے بھی رکھ کے دیکھو درہم و دینارِ قاسم میں

امیںؔ ایسے ہیں تنقید محامد میں کہ سوچا ہے
نہ جانے دخل ہے کتنا انھیں افکارِ قاسم میں

ترے سب حرف اشرفؔ آشنائے رمز وحدت ہیں
کہانی ہوگئی شامل تری اذکارِ قاسم میں

نجیبؔ اولیا سیرت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے
تواضع رقص کرتی ہے درِ دربارِ قاسم میں

امینؔ و اشرفؔ وافضلؔ نجیبؔ با صفا حقیؔ
چمکتے ہیں ستارے دیدۂ بیدارِ قاسم میں

وقارؔ برکاتی

فیضانِ مارہرہ

ملا ہے دستِ قاسم سے ہمیں فیضانِ مارہرہ
وگرنہ دل کہاں تھا اور کہاں پیکانِ مارہرہ

تم اک خوشبو کا سرمایہ میں آوارہ ہوا جیسا
تمہاری ہی طلب تو تھی پسِ ارمانِ مارہرہ

نظر اٹھے تو لگتا ہے قریبِ آسماں ہوں میں
قطار ماہ وانجم ہے صفِ شاہانِ مارہرہ

اے دیوارو ! ہٹو رستے سے زنجیر وقدم چھوڑو
یہ آیا ہاں یہ آیا دیکھ لو فرمانِ مارہرہ

خرد مجھ کو ابھی مستِ مۓ دیدار رہنے دے
ابھی ہونے تو دے مجھ کو ذرا عرفانِ مارہرہ

بہ ہنگام عطا حاضر ہوا ہوں دیر کیسی ہے
برے قاسم مرا حصہ ملے از خوانِ مارہرہ

ہواؤ اس طرف آنا تو آہستہ قدم رکھنا
کہ محوِ استراحت ہیں یہاں ذی شانِ مارہرہ

میں اپنے شہر کی جب نفسی نفسی سے نکل آیا
فرشتہ سا لگا مجھ کو ہر اک انسانِ مارہرہ

وقارِؔ تشنہ کام آیا ہے آقا آپ کے در پر
کرم سلطانِ مارہرہ کرم سلطانِ مارہرہ

☆☆☆

مولانا محمد میکائل ضیاؔئی

قاسم فیضان و نعمت

آلِ سلطان رسالت حضرت قاسم میاں — نور چشم شاہ برکت حضرت قاسم میاں
چشتیت کے ماہ طلعت حضرت قاسم میاں — ''مہر چرخِ قادریت حضرت قاسم میاں''
ہر پریشاں دل کی راحت حضرت قاسم میاں — قاسم فیضان و نعمت حضرت قاسم میاں
اللہ اللہ سرزمین پاک مارہرہ کی شان — ساری دنیا میں ہے شہرت حضرت قاسم میاں
ہیں فضائے دل میں روشن نقش پائے معتبر — اور لب پر ہے بکثرت حضرت قاسم میاں
میرے سر پر ہے ردائے حضرت آل رسول — میری بخشش کی ضمانت حضرت قاسم میاں
آفتابِ روز محشر سے بچائے گی ہمیں — آپ کے دامن کی نسبت حضرت قاسم میاں
آگئے جب کوئے مارہرہ میں شہ احمد رضا — بن کے نکلے اعلیٰ حضرت حضرت قاسم میاں
بالیقیں ہے مظہر کردار پیر دستگیر — آپ کی پرنور خصلت حضرت قاسم میاں
آج مارہرہ میں عرس قاسمی کی دھوم ہے — جمع ہیں اہل عقیدت حضرت قاسم میاں
در پہ آیا ہے ضیاؔئی لے کے کشکولِ طلب — اے سخاوت کی علامت حضرت قاسم میاں

محمد قاسم حبیبی برکاتی

آقائے نعمت

آپ کے گیسو کی نکہت حضرت قاسم میاں
رہنمائے راہ جنت حضرت قاسم میاں

منبع لطف و عنایت حضرت قاسم میاں
مخزن جود و سخاوت حضرت قاسم میاں

باطریقت باشریعت حضرت قاسم میاں
واقف سر حقیقت حضرت قاسم میاں

آپ کی نسبت سے بیشک خاک مارہرہ ہوئی
سرمۂ چشم بصیرت حضرت قاسم میاں

ہے بقائے دل یقیناً ذکر غوث پاک سے
اور اس کی زیب و زینت حضرت قاسم میاں

کاسۂ جاں کو عطا کیجئے گہر ہائے کرم
اے مرے آقائے نعمت حضرت قاسم میاں

کوئے مارہرہ ہے یا دروازۂ خلد بریں
کہہ گئے ہیں اعلیٰ حضرت حضرت قاسم میاں

سلسلہ در سلسلہ روشن ہوا سر پر مرے
آپ کا مہتاب بیعت حضرت قاسم میاں

دیکھ کر حسن عنایات مسلسل آپ کا
تاجور ہیں محو حیرت حضرت قاسم میاں

ہر طرف شعلہ فشاں ہے رنج و غم کا آفتاب
المدد اے ابر رحمت حضرت قاسم میاں

رفتہ رفتہ بڑھ رہے ہیں تشنگی کے دائرے
الکرم اے جوئے شفقت حضرت قاسم میاں

کبر و نخوت کے خس و خاشاک جس کی زد پہ ہیں
ہیں وہی سیل مروت حضرت قاسم میاں

دولت دنیا نہیں حاصل تو کیا غم ہے کہ ہیں
میری دولت میری ثروت حضرت قاسم میاں

آگہی کے سیکڑوں مہتاب روشن کر گئے
آفتاب علم و حکمت حضرت قاسم میاں

سیدی حضرت حسن نے کی عطا قاسمؔ مجھے
قاسمی پر نور نسبت حضرت قاسم میاں

مزارات اولیا پر حاضری کے آداب

☆ مزارات اولیا پر پائنتی کی جانب سے حاضر ہوں اور ذرا فاصلے سے قبر مبارک کے بائیں جانب وہاں کھڑے ہوں جہاں میت کا چہرہ ہوتا ہے پھر ادب سے سلام عرض کریں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اس کے بعد فاتحہ پڑھیں۔

☆ دوسرے لوگ بھی فاتحہ پڑھ رہے ہوں تو بلند آواز سے نہ فاتحہ پڑھیں، نہ سلام۔

☆ مزارات کو بوسہ دینا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ مزارات کو نہ ہاتھ لگائیں اور نہ چومیں۔

☆ مزارات مبارکہ پر پیشانی ہرگز ہرگز نہ رکھیں کہ یہ سخت منع ہے۔

☆ کپڑے کی چادر پیش کرنا بھی جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پھولوں کی چادر پیش کریں۔ اس سے اولیائے کرام کی مبارک روحیں زیادہ خوش ہوتی ہیں۔

☆ اگربتی مزارات سے ذرا ہٹ کر جلائیں کیونکہ اس کا فائدہ خوشبو ہے اور آگ کی چیزوں کو قبر سے دور رکھنے کا حکم ہے۔

☆ روشنی پہلے سے موجود ہو تو موم بتی نہ جلائیں کہ یہ فضول خرچی ہے۔ ورنہ ذرا فاصلے سے موم بتی روشن کریں۔

☆ مزار کی جانب پیٹھ نہ ہونے پائے کہ یہ بے ادبی ہے۔ اس کا زیادہ خیال ان لوگوں کو رکھنا چاہیے جو بیشتر اوقات درگاہ میں حاضر رہتے ہیں تاکہ لوگ ان سے ادب سیکھیں۔

☆ روضۂ مبارکہ میں کسی کے ساتھ بے تکلف بلند آواز سے گفتگو نہ کریں کہ خلاف ادب ہے۔

☆ عورتوں کو جب مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے حاضر ہونے کی اجازت نہیں تو اس دور پرفتن میں مزارات اولیا پر حاضری کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے۔؟ عورتیں ہرگز مزارات اولیا پر حاضر نہ ہوں۔ یہی حکمِ شریعت ہے۔

[مزارات اولیا پر حاضری کے یہی آداب امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ نے اپنے فتاویٰ میں بیان فرمائے ہیں]۔

ملتمس:

سید شاہ محمد امین میاں قادری برکاتی، سجادہ نشین، خانقاہِ برکاتیہ
صدر، انتظامیہ کمیٹی، درگاہ شاہ برکت اللہ، مارہرہ مطہرہ

مرتب: علامہ ساحل شہسرا

کلماتِ کریمہ

☆ مذہب اہل سنت و جماعت پر ایسے جمے ہوئے رہیں کہ دوسرے متعصب جانیں اور شریعت مطہرہ کو اپنا دستور العمل بنائیں۔

☆ مذہب اہل سنت کے پھیلانے اور بدعت کے مٹانے اور بددینوں، بے دینوں کے رد کو اپنا مقصود نظر ٹھہرائیں۔

☆ جو شخص کہ بد مذہب ہو جائے، اس سے ہر شخص کو علیحدہ ہونا چاہیے۔

☆ زمانہ بہت خراب ہے۔ اول صرف شیاطین بہکاتے تھے، اب ان کے معاون بہت سے مدعیان علم و مشیخت بھی ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور سب مسلمانوں کو بچائے اور ایمان اور اسلام پر قائم رکھے۔ آمین ثم آمین!

☆ چونکہ خدائے تعالیٰ کے دربار سے ہر کام ایک کا مدار کے سپرد ہے۔ یہاں (ہندوستان) کے کاروبار سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد ہیں۔

☆ بزرگوں کی استعانت لینا فعل محمود ہے مگر یہ ضرورت نہیں کہ ان کے مزارات مقدسہ ہی پر حاضر ہو کر استعانت کرے بلکہ مستورات کے واسطے بہتر ہے کہ گھر ہی رہ کر استعانت چاہیں۔

[مجدد برکاتیت حضرت سید شاہ ابو القاسم محمد اسماعیل حسن قادری برکاتی قدس سرہٗ]